واقفین نو کا تعلیمی و تربیتی رسالہ

سہ ماہی | شمارہ نمبر ۱۳ | جنوری - مارچ ۲۰۱۹ء

ہم مریضوں کی ہے تمہی پہ نظر   تم مسیحا بنو خدا کے لئے

THE PROMISED MESSIAH(AS)

تم مسیحا بنو خدا کے لئے | حضرت مصلح موعودؓ کے بچپن کا الہام | خلیفہ وقت کی آواز
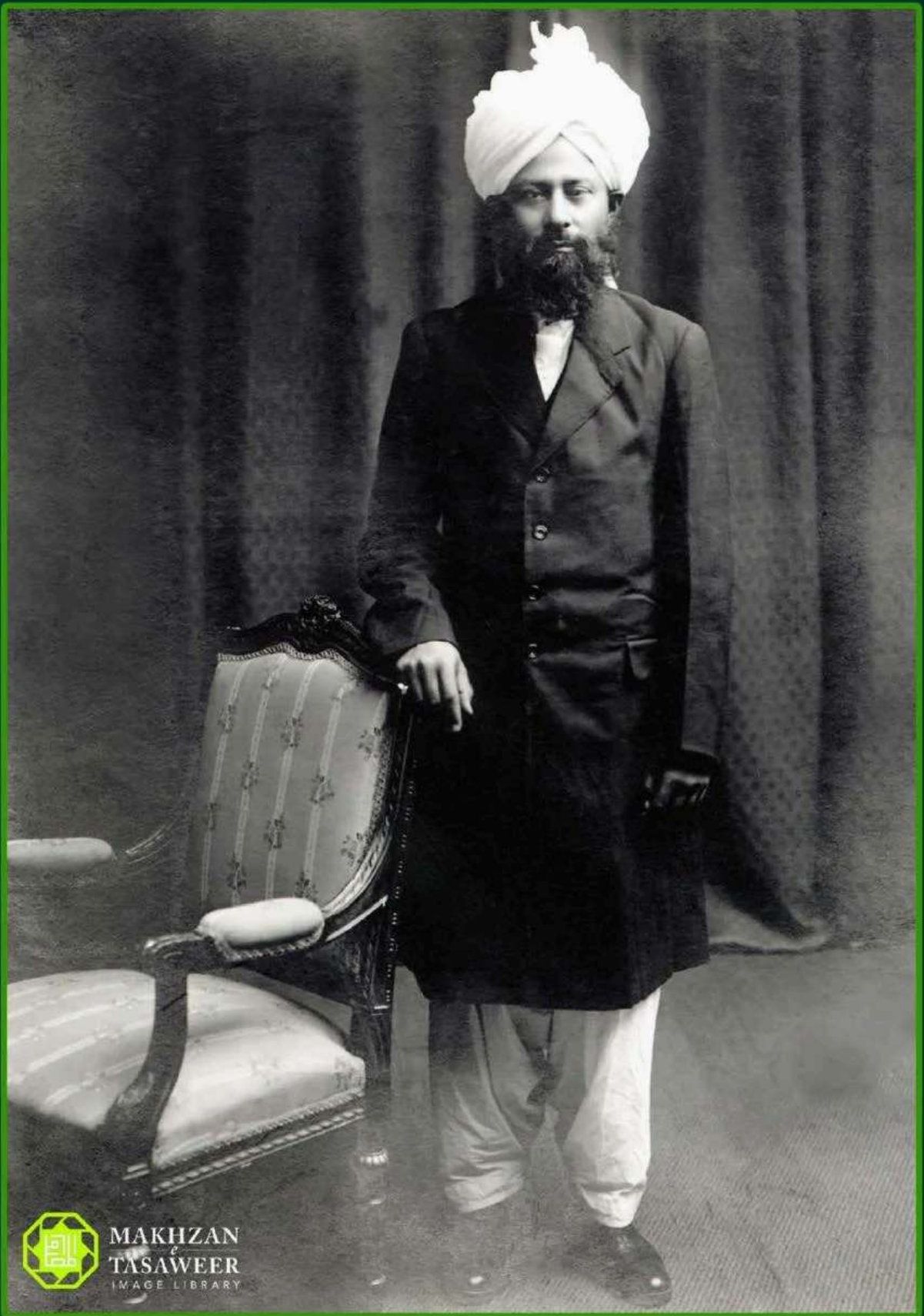
خدا کے ایک بندے کو

آپ کی تلاش ہے!

(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ)

1۔ کیا آپ محنت کرنا جانتے ہیں؟ اتنی محنت کہ تیرہ چودہ گھنٹے دن میں کام کر سکیں؟

2۔ کیا آپ سچ بولنا جانتے ہیں؟ اتنا کہ کسی صورت میں آپ جھوٹ نہ بول سکیں؟ آپ کے سامنے آپ کا گہرا دوست اور عزیز بھی جھوٹ نہ بول سکے؟ آپ کے سامنے کوئی اپنے جھوٹ کا بہادرانہ قصہ سنائے تو آپ اس پر اظہارِ نفرت کئے بغیر نہ رہ سکیں۔

3۔ کیا آپ جھوٹی عزت کے جذبات سے پاک ہیں؟ گلیوں میں جھاڑو دے سکتے ہیں؟ بوجھ اُٹھا کر گلیوں میں پھر سکتے ہیں؟ بلند آواز سے ہر قسم کے اعلان بازاروں میں کر سکتے ہیں؟ سارا سارا دن پھر سکتے ہیں اور ساری ساری رات جاگ سکتے ہیں؟

4۔ کیا آپ اعتکاف کر سکتے ہیں؟ جس کے معنے ہوتے ہیں (الف) ایک جگہ دنوں بیٹھ رہنا۔ (ب) گھنٹوں بیٹھے وظیفہ کرتے رہنا۔ (ج) گھنٹوں اور دنوں کسی انسان سے بات نہ کرنا۔

5۔ کیا آپ سفر کر سکتے ہیں؟ اکیلے اپنا بوجھ اُٹھا کر بغیر اس کے کہ آپ کی جیب میں کوئی پیسہ ہو۔ دشمنوں اور مخالفوں میں۔ ناواقفوں اور ناآشناؤں میں؟ دنوں، ہفتوں، مہینوں۔

6۔ کیا آپ اس بات کے قائل ہیں کہ بعض آدمی ہر شکست سے بالا ہوتا ہے۔ وہ شکست کا نام سننا پسند نہیں کرتا۔ وہ پہاڑوں کو کاٹنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ وہ دریاؤں کو کھینچ لانے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ اور کیا آپ سمجھتے ہیں کہ آپ اس قربانی کے لئے تیار ہو سکتے ہیں؟

7۔ کیا آپ میں ہمت ہے کہ سب دنیا کہے نہیں اور آپ کہیں ہاں؟ آپ کے چاروں طرف لوگ ہنسیں اور آپ اپنی سنجیدگی قائم رکھیں۔ لوگ آپ کے پیچھے دوڑیں اور کہیں کہ ٹھہر تو جا ہم تمہیں ماریں گے اور آپ کا قدم بجائے دوڑنے کے ٹھہر جائے اور آپ اس کی طرف سر جھکا کر کہیں لو مار لو۔ آپ کسی کی نہ مانیں کیونکہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں۔ مگر آپ سب سے منوالیں کیونکہ آپ سچے ہیں۔

8۔ آپ یہ نہ کہتے ہوں کہ مَیں نے محنت کی مگر خدا تعالیٰ نے مجھے ناکام کر دیا بلکہ ہر ناکامی کو آپ اپنا قصور سمجھتے ہوں۔ آپ یقین رکھتے ہوں کہ جو محنت کرتا ہے کامیاب ہوتا ہے اور جو کامیاب نہیں ہوتا اس نے محنت ہر گز نہیں کی۔

اگر آپ ایسے ہیں تو آپ اچھا مبلغ اور اچھا تاجر ہونے کی قابلیت رکھتے ہیں مگر آپ ہیں کہاں؟ خدا کے ایک بندہ کو آپ کی دیر سے تلاش ہے۔ اے احمدی نوجوان ڈھونڈ۔ اس شخص کو اپنے صوبہ میں، اپنے شہر میں، اپنے محلہ میں، اپنے گھر میں، اپنے دل میں کہ اسلام کا درخت مرجھا رہا ہے۔ اسی کے خون سے وہ دوبارہ سرسبز ہو گا۔

مرزا محمود احمد (خلیفۃ المسیح الثانی) - (الفضل 22رمئی1948ء)

Waqf-e-Nau Central Department

22 Deer Park Road
London SW19 3TL, UK
Tel: +44 (0)20 8544 7633
Fax: +44 (0)20 8544 7643
email: editorurdu@ismaelmagazine.org

فہرست مندرجات

اداریہ

ایک رپورٹ کے مطابق دنیا کی تقریباً آدھی آبادی سوشل میڈیا کا استعمال کرتی ہے جبکہ مغربی اور شمالی یورپ میں 10 میں سے 9/افراد Facebook, Twitter, Instagram, WeChat یا اس سے ملتے جلتے نیٹ ورکنگ استعمال کرتے ہیں۔ ان تمام نیٹ ورکنگ کی سہولیات سے ایک بات واضح ہے کہ لوگ ان ذرائع کے نتیجہ میں اس طرح رابطہ میں ہیں کہ گویا وہ ایک ہی جگہ پر موجود ہیں۔ اُن کے فاصلے گویا فاصلے نہیں۔ امریکہ والے ایشیا والوں سے بات کر رہے ہیں، افریقہ والے یورپ والوں سے بات کر رہے ہیں، ویڈیو کالز کے ذریعہ ایک دوسرے کو دیکھا بھی جا سکتا ہے، مختلف تصاویر، ویڈیوز اور ڈیٹا کا تبادلہ ہو رہا ہے وغیرہ۔ حقیقی معنوں میں ایک عالمی گاؤں (global village) بن چکا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں تقریباً 1440 سال قبل ہی اِن حالات کی پیشگوئی کر دی تھی۔ نیز یہ بھی بتا دیا تھا کہ ان حالات کے نتیجہ میں نقصانات بھی بہت ہوں گے اور نیکی کمانے کی راہیں بھی بے شمار ہوں گی۔

ان حالات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس دور کے لئے ہمیں ایک ایسے مذہب کی ضرورت ہو گی جو عالمی تعلیم کا حامل ہو، جو دنیا کے تمام باشندوں کے لئے قابل عمل ہو، جو بلا تفریق رنگ و نسل ہر میدان میں عدل، احسان اور ایتاء ذی القربیٰ کی تعلیم دیتا ہو۔ یقیناً اسلام ہی وہ مذہب ہے جو اِن شرائط کو پورا کرتا ہے۔ لیکن پھر ایسا کیوں ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اسلام مسلسل روحانی اور اعتقادی زوال کا شکار ہوتا رہا؟

یہ اس لئے ہوا کیونکہ اللہ تعالیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق جب اسلام کا نام باقی رہ جانا تھا اُس وقت اَرْحَمُ الراحمین خدا نے ایک مسیح و مہدی کو مبعوث فرمانا تھا جس نے اسلام کی حقیقی تعلیمات کو از سرِ نو اپنی اصل شان کی طرف لوٹانا تھا، لوگوں کو اُن حقیقی اسلامی تعلیمات کی طرف عود کرانا تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دی تھیں۔

ہمارا ایمان اور ایقان ہے کہ وہ مسیح موعود اور مہدیٔ معہود حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر اس زمانہ کے لئے جو پیشگوئیاں کی تھیں وہ

سب آپؑ کی بعثت کے زمانہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور آجکل کے حالات اس بات پر شاہد ناطق ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ و السلام ہی وہ مسیح و مہدی ہیں جن کے لئے یہ پیشگوئیاں تھیں۔ آپ نے اسلام کی شان کو دوبارہ زندہ کیا۔اور آپ ہی کے زمانہ سے اسلام کی اشاعت کے لئے ایسی ایسی نت نئی ایجادات ہوئی ہیں اور ابھی تک ہو رہی ہیں جن کا تصور کرنا ہی محال تھا۔ **جدید ذرائع کے حوالہ سے کیا کیا پیشگوئیاں تھیں اور وہ کس شان سے پوری ہوئیں؟ ہم اس شمارہ میں آپ کو اس بارہ میں تفصیل سے آگاہ کریں۔**

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ ہمیشہ جدید ذرائع کو اسلام کی پُر امن تعلیمات کو پھیلانے کے لئے استعمال کرتی ہے۔ اِن ذرائع میں سے ایک بہت اہم ذریعہ سوشل میڈیا کا ہے۔ دراصل اسلام کی حقیقی تعلیمات کو پھیلانے کے لئے ہی یہ ایجادات ہوئی ہیں۔اور سوشل میڈیا کے فوائد میں یہ فائدہ سر فہرست ہے۔ جو لوگ ان ذرائع کو لغویات کے لئے استعمال کرتے ہیں ان کا کیا حال ہوتا ہے؟

آغاز میں جس رپورٹ کا ذکر کیا گیا ہے اس میں سوشل میڈیا کے نقصانات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ دوستوں اور مشہور شخصیات کا آن لائن فالو(follow) کرنا اور ان کے ساتھ اپنی زندگی کا موازنہ ہمیں زیادہ پریشان کر رہا ہے۔ تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ سوشل میڈیا بہت زیادہ استعمال کرنے والے اضطراب اور ڈپریشن کا شکار ہو جاتے ہیں۔ پس جہاں سوشل میڈیا کے بے شمار فائدے ہیں وہاں اَن گنت نقصانات بھی ہیں۔

ہماری خوش قسمتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں خلافت کی نعمت عطا فرمائی ہے۔ نقصانات ظاہر ہونے سے قبل ہی خلیفہ ٔوقت کی رہنمائی سے ہم ہوشیار ہو جاتے ہیں۔ جو لوگ خلیفہ ٔوقت کی باتیں بر وقت مانتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نقصانات سے بچ جاتے ہیں۔اس شمارہ میں سوشل میڈیا کے حوالہ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات بھی شامل کئے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلیفہ ٔوقت کے ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

یہ شمارہ جنوری تا مارچ کا شمارہ ہے۔ 28/فروری کو جماعت احمدیہ یوم مصلح موعود مناتی ہے۔ 23/مارچ کو جماعت احمدیہ یوم مسیح موعود مناتی ہے۔ چنانچہ ان دو نہایت اہم مواقع کی مناسبت سے بھی مواد شامل اشاعت کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی بیان فرمودہ ہدایات اور ارشادات نیز شرائط بیعت پر کماحقہ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆...☆...☆

(ماخوذ از: https://www.bbc.com/urdu/world-46273720)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِذَا الشَّمۡسُ کُوِّرَتۡ ۔ وَاِذَا النُّجُوۡمُ انۡکَدَرَتۡ ۔ وَاِذَا الۡجِبَالُ سُیِّرَتۡ ۔ وَاِذَا الۡعِشَارُ عُطِّلَتۡ ۔ وَاِذَا الۡوُحُوۡشُ حُشِرَتۡ ۔ وَاِذَا الۡبِحَارُ سُجِّرَتۡ ۔ وَاِذَا النُّفُوۡسُ زُوِّجَتۡ ۔ وَاِذَا الۡمَوۡءٗدَۃُ سُئِلَتۡ ۔ بِاَیِّ ذَنۡۢبٍ قُتِلَتۡ ۔ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتۡ ۔ وَاِذَا السَّمَآءُ کُشِطَتۡ ۔ وَاِذَا الۡجَحِیۡمُ سُعِّرَتۡ ۔ وَاِذَا الۡجَنَّۃُ اُزۡلِفَتۡ ۔ عَلِمَتۡ نَفۡسٌ مَّاۤ اَحۡضَرَتۡ ۔

(سورۃ التکویر:1تا15)

ترجمہ:

اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ جب سورج لپیٹ دیا جائے گا۔ اور جب ستارے ماند پڑ جائیں گے۔ اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے۔ اور جب دس ماہ کی گابھن اُونٹنیاں بغیر کسی نگرانی کے چھوڑ دی جائیں گی۔ اور جب وحشی اکٹھے کئے جائیں گے۔ اور جب سمندر پھاڑے جائیں گے۔ اور جب نُفوس ملا دیئے جائیں گے۔ اور جب زندہ درگور کی جانے والی (اپنے بارہ میں) پوچھی جائے گی۔ (کہ) آخر کس گناہ کی پاداش میں قتل کی گئی ہے؟ اور جب صحیفے نشر کئے جائیں گے۔ اور جب آسمان کی کھال اُدھیڑ دی جائے گی۔ اور جب جہنّم بھڑکائی جائے گی۔ اور جب جنّت قریب کر دی جائے گی۔ ہر جان معلوم کر لے گی جو وہ لائی ہو گی۔

قال الرسول ﷺ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاللهِ لَیَنْزِلَنَّ ابْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا عَادِلًا فَلَیَکْسِرَنَّ الصَّلِیْبَ وَ لَیَقْتُلَنَّ الْخِنْزِیْرَ وَ لَیَضَعَنَّ الْجِزْیَةَ وَ لَتُتْرَکَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا یُسْعٰی عَلَیْهَا وَ لَتَذْهَبَنَّ الشَّحْنَاءُ وَ التَّبَاغُضُ وَ التَّحَاسُدُ وَلَیَدْعُوَنَّ اِلَی الْمَالِ فَلَا یَقْبَلُهُ اَحَدٌ

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب نزول عیسی ابن مریم حاکمًا بشریعة نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ ...)

ترجمہ:

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم۔ ابن مریم حَکَم عَدل کی حیثیت سے ضرور نازل ہوں گے اور وہ لازمًا صلیب کو توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کر دیں گے اور جزیہ موقوف کر دیں گے اور جوان اونٹنیاں چھوڑ دی جائیں گی اور ان پر (سوار ہو کر) دوڑایا نہیں جائے گا اور دشمنی اور باہمی بغض اور حسد جاتے رہیں گے اور وہ مال کی طرف بلائے گا مگر کوئی اس کو قبول نہیں کرے گا۔

اس حدیث کی تشریح کے لئے صفحہ نمبر 11 ملاحظہ فرمائیں۔
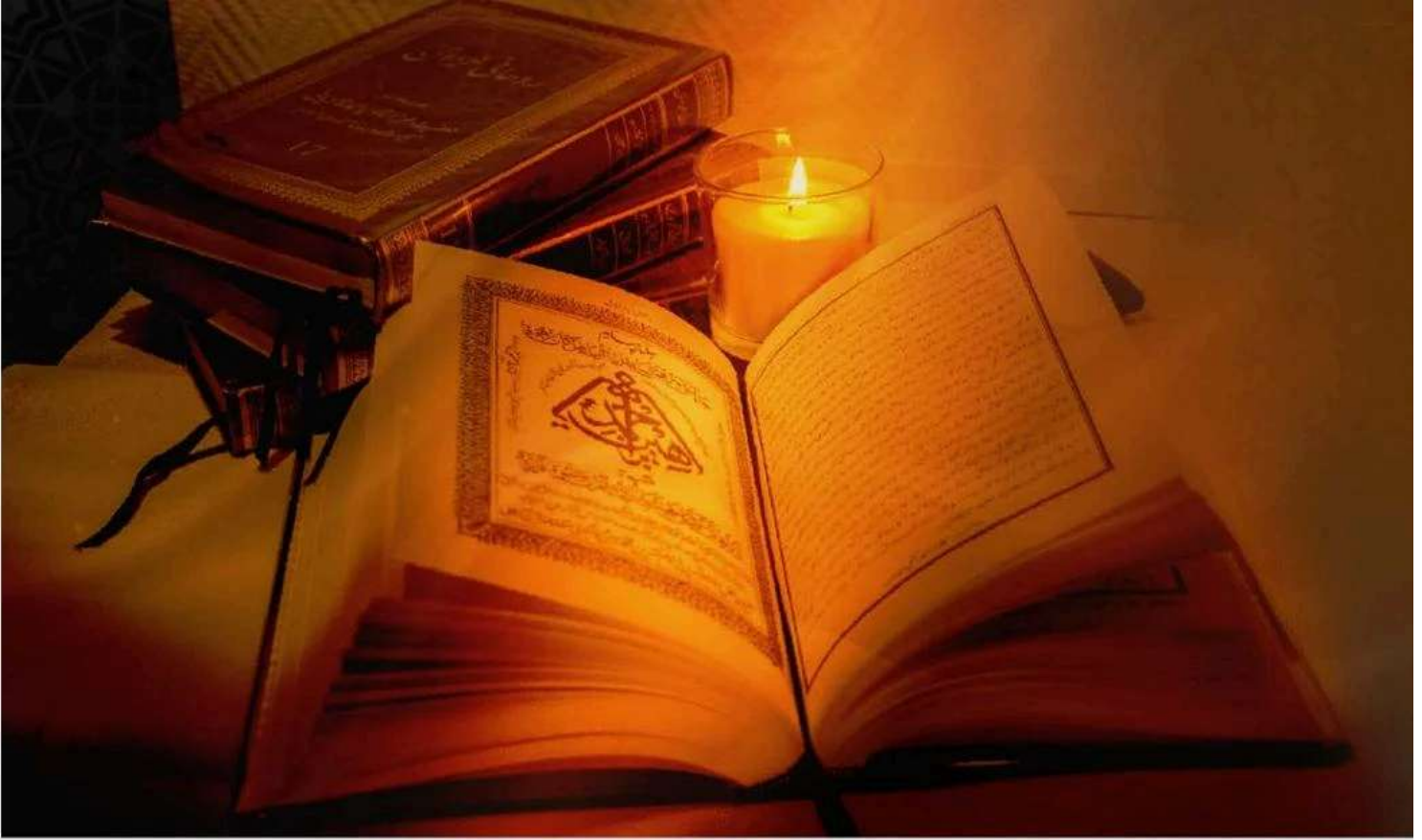
کلام الامام علیہ الصلوٰۃ والسلام

آخری زمانہ کی علامات

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”دجالی زمانہ... کی علامات میں جبکہ ارضی علوم وفنون زمین سے نکالے جائیں گے بعض ایجادات اور صناعات کو بطور نمونہ کے بیان فرمایا ہے اور وہ یہ ہے۔...وَاِذَا الۡعِشَارُ عُطِّلَتۡ(التکویر:5) یعنی اُس وقت اُونٹنی بیکار ہو جائے گی اور اُس کا کچھ قدر ومنزلت نہیں رہے گا۔ عشار حملدار اُونٹنی کو کہتے ہیں جو عربوں کی نگاہ میں بہت عزیز ہے اور ظاہر ہے کہ قیامت سے اس آیت کو کچھ بھی تعلق نہیں کیونکہ قیامت ایسی جگہ نہیں جس میں اُونٹ اُونٹنی کو ملے اور حمل ٹھہرے بلکہ یہ ریل کے نکلنے کی طرف اشارہ ہے اور حملدار ہونے کی اِس لئے قید لگادی کہ تا یہ قید دنیا کے واقعہ پر قرینہ قویہ ہو اور آخرت کی طرف ذرہ بھی وہم نہ جائے وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتۡ(التکویر:11) اور جس وقت کتابیں منتشر کی جائیں گی اور پھیلائی جائیں گی یعنی اشاعت کتب کے وسائل پیدا ہو جائیں گے۔ یہ چھاپے خانوں اور ڈاک خانوں کی طرف اشارہ ہے کہ آخری زمانہ میں ان کی کثرت ہو جائے گی۔ وَاِذَا النُّفُوۡسُ زُوِّجَتۡ(التکویر:8) اور جس وقت جانیں باہم ملائی جائیں گی۔ یہ تعلقات اقوام اور بلاد کی طرف اشارہ ہے مطلب یہ ہے کہ آخری زمانہ میں بباعث راستوں کے کھلنے اور انتظام ڈاک اور تار برقی کے تعلقات بنی آدم کے بڑھ جائیں گے اور ایک قوم دوسری قوم کو ملے گی اور دُور دُور کے رشتے اور تجارتی اتحاد ہوں گے اور بلاد بعیدہ کے دوستانہ تعلقات بڑھ جائیں گے۔ وَاِذَا الۡوُحُوۡشُ حُشِرَتۡ(التکویر:6) اور جس وقت وحشی آدمیوں کے ساتھ اکٹھے کئے جائیں گے مطلب یہ ہے کہ وحشی قومیں تہذیب کی طرف رجوع کریں گی اور اُن میں انسانیت اور تمیز آئے گی اور اراذل دنیوی مراتب اور عزت سے ممتاز ہو جائیں گے اور بباعث دنیوی علوم وفنون پھیلنے کے شریفوں اور رذیلوں میں کچھ فرق نہیں رہے گا بلکہ رذیل غالب آجائیں گے یہاں تک کہ کلید دولت اور عنانِ حکومت ان کے ہاتھ میں ہو گی اور مضمون اس آیت کا ایک حدیث کے مضمون سے بھی ملتا ہے۔...وَاِذَا الشَّمۡسُ كُوِّرَتۡ(التکویر:2) جس وقت سورج لپیٹا جاوے گا یعنی سخت ظلمت جہالت اور معصیت کی دنیا پر طاری ہو جائے گی وَاِذَا النُّجُوۡمُ انۡكَدَرَتۡ اور جس وقت تارے گدلے ہو جائیں گے یعنی علماء کا نورِ اخلاص جاتا رہے گا۔“ (شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 317 تا 318)

شرح حدیث

"مسیح موعود کے زمانہ میں اونٹنیاں ترک کی جائیں گی... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کے لئے یہ ایک عظیم الشان نشان ہے کہ آپ نے تیرہ سو برس پہلے ایک نئی سواری کی خبر دی ہے"

"مسیح موعود کے زمانہ میں اونٹنیاں ترک کی جائیں گی اور کسی منزل تک جلدی پہنچنے کے لئے اور دوڑ کر جانے کے لئے وہ کام نہیں آئیں گی یعنی کوئی ایسی سواری پیدا ہو جائے گی کہ بہ نسبت اونٹنیوں کے بہت جلد منزل مقصود تک پہنچائے گی۔ غرض یُسْعٰی کا لفظ جو حدیث میں ہے اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ دوڑنے کے کام میں اونٹ سے بہتر کوئی اور سواری نکل آوے گی۔ یہ عجیب بات ہے کہ صحیح مُسلم میں جس جگہ مسیح موعود کے زمانہ کا ذکر ہے اُس جگہ یہ حدیث اونٹنیوں کے ترک کرنے کے بارہ میں ہے اور یہ پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے تیرہ سو (1300) برس بعد پوری ہوئی چنانچہ ان دنوں میں یہ کوشش بھی ہو رہی ہے کہ ایک سال تک مکّہ اور مدینہ میں ریل جاری کر دی جائے پس اُس وقت جب ریل جاری ہو جائے گی یہ نظارہ ہر ایک مومن کے لئے ایمان کو زیادہ کرنے والا ہو گا۔ اور جس وقت ہزارہا اونٹ بیکار ہو کر بجائے اُن کے ریل گاڑیاں مکّہ سے مدینہ تک جائیں گی اور دمشق اور دوسری اطراف شام وغیرہ کے حج کرنے والے کئی لاکھ انسان ریل گاڑیوں میں سوار ہو کر مکّہ معظمہ میں پہنچیں گے تب کوئی لعنتی آدمی ہو گا کہ اس نظارہ کو دیکھ کر اپنے سچے دل سے اس بات کی تصدیق نہیں کرے گا کہ وہ پیشگوئی جو قرآن شریف اور حدیث صحیح مسلم میں موجود ہے آج پوری ہو گئی۔

یاد رہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کے لئے یہ ایک عظیم الشان نشان ہے کہ آپ نے تیرہ سو (1300) برس پہلے ایک نئی سواری کی خبر دی ہے اور اس خبر کو قرآن شریف اور حدیث صحیح دونوں مل کر پیش کرتے ہیں۔ اگر قرآن شریف خدا کا کلام نہ ہوتا تو انسانی طاقت میں یہ بات ہرگز داخل نہ تھی کہ ایسی پیشگوئی کی جاتی کہ جس چیز کا وجود ہی ابھی دنیا میں نہ تھا اُس کے ظہور کا حال بتایا جاتا جب کہ خدا کو منظور تھا کہ اس پیشگوئی کو ظہور میں لاوے تب اُس نے ایک انسان کے دل میں یہ خیال ڈال دیا کہ وہ ایسی سواری ایجاد کرے جو آگ کے ذریعہ سے ہزاروں کوسوں تک پہنچا دے"۔

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 321 تا 322)

☆...☆...☆

رضی اللہ عنہ
یوم مصلح موعود
20 فروری 2019ء

حضرت مصلح موعودؓ کے بچپن کا الہام

حضرت سیّد سرور شاہ صاحبؓ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جلیل القدر صحابی تھے اور حضرت مصلح موعودؓ کے اساتذہ میں سے تھے بیان کرتے ہیں:

حضرت خلیفہ ثانیؓ (حضرت مصلح موعود) مجھ سے پڑھا کرتے تھے تو ایک دن مَیں نے کہا کہ میاں آپ کے والد صاحب کو تو کثرت سے الہام ہوتے ہیں۔ کیا آپ کو بھی الہام ہوتا اور خوابیں وغیرہ آتی ہیں؟ تو میاں صاحب نے فرمایا کہ مولوی صاحب خوابیں تو بہت آتی ہیں اور مَیں ایک خواب تو تقریباً ہر روز ہی دیکھتا ہوں اور جونہی میں تکیہ پر سر رکھتا ہوں اس وقت سے لے کر صبح کو اُٹھنے تک یہ نظارہ دیکھتا ہوں کہ ایک فوج ہے جس کی میں کمان کر رہا ہوں اور بعض اوقات ایسا دیکھتا ہوں کہ سمندروں سے گزر کر آگے جا کر حریف کا مقابلہ کر رہے ہیں اور کئی بار ایسا ہوا ہے کہ اگر مَیں نے پار گزرنے کے لئے کوئی چیز نہیں پائی تو سرکنڈے وغیرہ سے کشتی بنا کر اور اس کے ذریعہ پار ہو کر حملہ آور ہو گیا ہوں۔

حضرت سیّد سرور شاہ صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے جس وقت یہ خواب آپ سے سنا اُس وقت سے میرے دل میں یہ بات گڑی ہوئی ہے کہ یہ شخص کسی وقت یقیناً جماعت کی قیادت کرے گا اور مَیں نے اسی وجہ سے کلاس میں بیٹھ کر آپ کو پڑھانا چھوڑ دیا۔ آپ کو اپنی کرسی پر بٹھاتا اور خود آپ کی جگہ بیٹھ کر آپ کو پڑھاتا۔ اور مَیں نے خواب سن کر آپ سے یہ بھی عرض کر دیا تھا کہ میاں آپ بڑے ہو کر مجھے بُھلا نہ دیں اور مجھ پر بھی نظرِ شفقت رکھیں۔ (سوانح فضل عمر جلد 1)
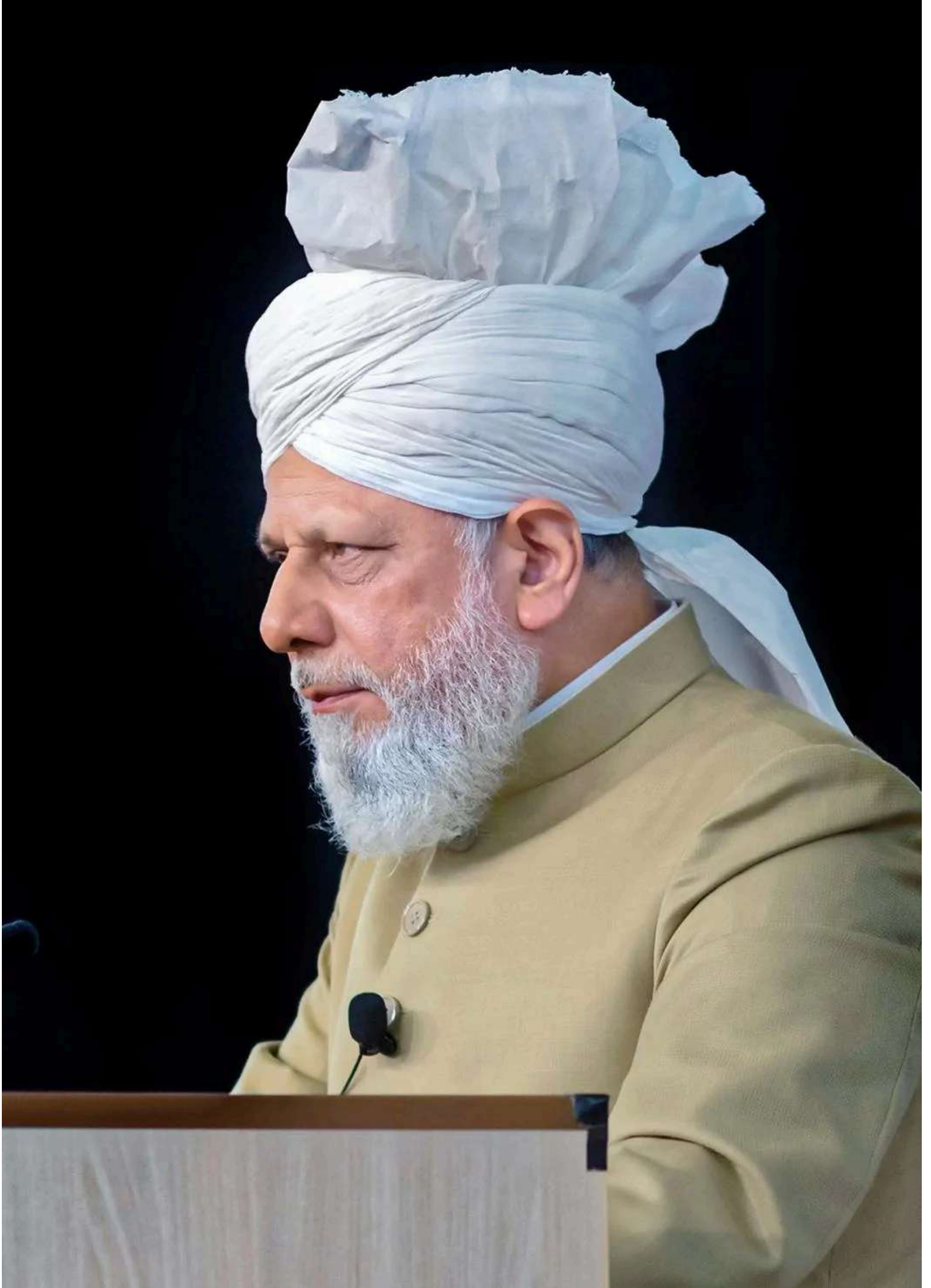
خلیفہ وقت کی آواز

"تمہیں اس لئے نہیں پیدا کیا گیا کہ ان دنیاوی مادی چیزوں سے فائدہ اٹھاؤ اور دنیا سے رخصت ہو جاؤ۔ نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ اور مَیں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے"

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر یہ احسان عظیم ہے کہ انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر ایسا دماغ عطا فرمایا جس کے استعمال سے وہ خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ باقی مخلوق اور ہر چیز کو نہ صرف اپنے زیر نگیں کر لیتا ہے بلکہ اس سے بہترین فائدہ اٹھاتا ہے اور ہر نیا دن انسانی دماغ کی اس صلاحیت سے نئی نئی ایجادات سامنے لا رہا ہے۔ جو دنیاوی ترقی آج ہے وہ آج سے دس سال پہلے نہیں تھی اور جو دنیاوی ترقی آج سے دس سال پہلے تھی وہ 20 سال پہلے نہیں تھی۔ اسی طرح اگر پیچھے جاتے جائیں تو آج کی نئی نئی ایجادات کی اہمیت اور انسانی دماغ کی صلاحیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ لیکن کیا یہ ترقی جو مادی رنگ میں انسان کی ہے یہی اس کی زندگی کا مقصد ہے؟ ہر زمانے کا دنیا دار انسان یہی سمجھتا رہا کہ میری یہ ترقی اور میری یہ طاقت، میری یہ جاہ و حشمت، میرا دنیاوی لہو و لعب میں ڈوبنا، میرا اپنی دولت سے اپنے سے کم تر پر اپنی برتری ظاہر کرنا، اپنی دولت کو اپنی جسمانی تسکین کا ذریعہ بنانا، اپنی طاقت سے دوسروں کو زیر نگیں کرنا ہی مقصدِ حیات ہے۔ یا ایک عام آدمی بھی جو ایک دنیا دار ہے جس کے پاس دولت نہیں وہ بھی یہی سمجھتا ہے بلکہ آج کل کے نوجوان جن کو دین سے رغبت نہیں دنیا کی طرف جھکے ہوئے ہیں وہ یہی سمجھتے ہیں کہ جو نئی ایجادات جو ہیں، ٹی وی ہے، انٹرنیٹ ہے، یہی چیزیں اصل میں ہماری ترقی کا باعث بننے والی ہیں اور بہت سے ان چیزوں سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ پس یہ انتہائی غلط تصور ہے۔ اس تصور نے بڑے بڑے غاصب پیدا کئے۔ اس تصور نے بڑے بڑے ظالم پیدا کئے۔ اس تصور نے عیاشیوں میں ڈوبے ہوئے انسان پیدا کئے۔ اس تصور نے ہر زمانہ میں فرعون پیدا کئے کہ ہمارے پاس طاقت ہے، ہمارے پاس دولت ہے، ہمارے پاس جاہ و حشمت ہے۔ لیکن اس تصور کی خدا تعالیٰ نے جو ربّ العالمین ہے، جو عالمین کا خالق ہے، بڑے زور سے نفی فرمائی ہے۔ فرمایا کہ جن باتوں کو تم اپنا مقصد حیات سمجھتے ہو یہ تمہارا مقصد حیات نہیں ہیں۔ تمہیں اس لئے نہیں پیدا کیا گیا کہ ان دنیاوی مادی چیزوں سے فائدہ اٹھاؤ اور دنیا سے رخصت ہو جاؤ۔ نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذاریات: 57) اور مَیں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 15/ جنوری 2010ء۔ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 5/ فروری 2010ء)

جدید ایجادات

ایک نعمت، ایک امتحان

(مکرم ڈاکٹر ظفر وقار کاہلوں صاحب)

جس دَور میں جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی گئی اُس وقت اور آج کے حالات کا موازنہ کیا جائے تو انسان حیران رہ جاتا ہے۔ تقریباً ایک سو اٹھارہ سال کے عرصہ میں علم و آگہی کے ارتقائی سفر میں سائنسی ترقیات اور ایجادات نے ہر شعبۂ زندگی میں جو حیران کُن انقلاب برپا کئے ہیں اُن کی مثال پچھلے کئی ہزار سال میں بھی نہیں ملتی۔ آج طب و جراحت، نقل و حمل، ذرائع مواصلات، غرض ہر میدان میں حیران کن تبدیلیوں کے سلسلے جاری ہیں جن کی وجہ سے ایک طرف مختلف قوموں اور مُلکوں کے درمیان فاصلوں کے سمٹنے سے دُنیا ایک عالمی گاؤں Global Village میں تبدیل ہوگئی ہے اور دوسری طرف مختلف مقاصد کے تحت اپنے مُلک چھوڑ کر دوسرے ملکوں میں عارضی یا مستقل طور پہ جابسنے اور مختلف قوموں، نسلوں اور اہلِ مذاہب میں شادیوں کے رجحانات بڑھتے جارہے ہیں۔ یہ صورتِ حال اس زمانہ کے بارہ میں قرآنی پیشگوئی اور جب نفوس جمع کئے جائیں گے وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ (التکویر:8) کے پورا ہونے کی سچائی پہ مہر تصدیق ثبت کر رہی ہے۔ آج چند لمحوں میں دُنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک رابطہ کیا جاسکتا ہے۔ مہینوں اور سالوں کے سفر چند گھنٹوں میں طے ہو جاتے ہیں۔ تمام دُنیا کی لمحہ لمحہ کی خبریں میسر ہوتی ہیں اور آج کا انسان ایسی آسائشوں سے لطف اندوز ہو رہا ہے جن کا پہلے زمانے کے انسان نے خواب بھی نہیں دیکھا ہوگا جہاں موجودہ دَور میں جدید سہولیات نے بنی نوع انسان کو اَن گنت فوائد سے مستفیض کرتے ہوئے ظاہری فاصلوں کو سمیٹ دیا ہے وہاں اِس دَور میں خود غرضی، مال ومتاع کی ہوس اور مادیت پرستی نے انسانوں کی ایک بڑی اکثریت کو باہمی دُکھ سکھ بانٹنے کی بجائے ایک دوسرے کی قربت کاٹتے ہوئے دلوں میں دُوری پیدا کر دی ہے اور مختلف قسم کے جدید خودکار ہتھیاروں اور آتشیں اسلحہ کے زور پہ مادیت پرستی کے جنون اور مال و دولت کی ہوس میں مبتلا آج کا نام نہاد ترقی یافتہ انسان اپنی سفّاکی کے ریکارڈ قائم کر رہا ہے۔

اِن جدید ایجادات کے توسط سے معلومات کا ایک سیلاب اُمڈ آیا ہے جہاں اچھی بُری معلومات ہر کس وناکس کی دسترس میں ہیں جن سے بڑوں کے لئے عموماً اور بچوں کے لئے خصوصاً اِرد گرد کا ماحول دن بدن مزید پراگندہ اور خطرناک تر ہوتا جارہا ہے خصوصاً اُن معاشروں میں جہاں مادی لذات، لہو ولعب اور جنسی شہوات کی تسکین کو مقصد حیات بنالیا گیا ہے، شرم وحیا دن بدن مفقود ہو رہے ہیں، بُرائی کو بُرا گردانتے اور بیخ کنی کی کوشش کی بجائے برائی کا شعور بتدریج ختم کیا جارہا ہے اور دجّالی وشیطانی طاقتوں نے الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا پہ تسلط کے بل بوتے پہ پوری دُنیا میں بدی کی نمائش و تشہیر کے جال پھیلا رکھے ہیں اور جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ منوانے کے لئے ہر حربہ استعمال کیا جارہا ہے۔ بعض دانشور بجا طور پہ سوال کرتے نظر آتے ہیں کہ کیا آج کے انسان نے ترقی معکوس کا معرکہ سر کیا ہے؟

لیکن دوسری طرف جب ہم جدید ایجادات اور ترقیات کے جماعتِ احمدیہ پہ اثرات کا جائزہ لینا شروع کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ اخلاقی اور روحانی بیماریوں کا تریاق ان جدید ایجادات کے مفید استعمال میں مضمر ہے اور ان کے ضرررساں استعمال اور بداثرات سے بچنا آج کا سب سے بڑا چیلنج ہے جس سے عہدہ برآ ہونے کی صلاحیت صرف جماعتِ احمدیہ کو عطا کی گئی ہے اور ظلمتوں میں گھری انسانیت کے لئے اگر کہیں کوئی روشنی اور اُمید کی کرن نظر آتی ہے تو وہ یہی الٰہی جماعت ہے جس کی تخمریزی اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ اور قیامت تک کے زمانوں کے تمام مسائل سے عہدہ برآ ہونے اور انسانیت کے لئے نجات کی راہیں نکالنے کے لئے کی ہے۔ جماعت احمدیہ کے تعلق میں جملہ جدید ایجادات جماعتی ترقیات کو وسعت اور سرعت دینے میں کلیدی کردار ادا کر رہی ہیں۔ ہم

ان میں سے چند ایک کے جماعت احمدیہ پہ اثرات کا مختصر جائزہ لینے کی کوشش کر رہے ہیں۔

ٹیلی گرام، ٹیلی فون، فیکس

پرانے وقتوں میں کہیں طلاع پہنچانا ہوتی تھی تو آدمی روانہ کئے جاتے تھے جو گھوڑے اونٹ وغیرہ پہ یا پیدل سفر کر کے پہنچتے اور اس عمل میں کئی دن گزر جاتے تھے۔ مختلف مقامات کے لوگوں کے حالات سے آگاہی اور باہمی رابطہ انتہائی مشکل تھا۔ مگر اب جدید ذرائع مواصلات جو ڈاک، ٹیلی گرام، ٹیلی فون، فیکس، موبائل فون اور کمپیوٹر کے توسط سے ای میل اور چیٹنگ chatting کی صورت میں بتدریج اس قدر تیز رفتار ہو چکے ہیں کہ ہزاروں میل دور رابطہ کر کے نہ صرف بات کی جاسکتی ہے بلکہ ایک دوسرے کو دیکھا بھی جا سکتا ہے۔ ان برق رفتار ایجادات کے توسط سے مربیانِ کرام احمدیت کا حسین پُر امن پیغام دنیا کی دُور افتادہ آبادیوں تک پہنچا رہے ہیں اور بفضل اللہ تعالیٰ سعید روحیں دامنِ احمدیت سے وابستگی اختیار کرتی جارہی ہیں۔

ریڈیو، ٹی وی

آواز ریکارڈ کرنے والا آلہ فونوگراف 1877ء میں ایجاد ہوا اور جب کچھ سالوں بعد عام لوگوں کے استعمال کے لئے میسر آنے لگا تو سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پہ انتہائی خوشنودی کا اظہار کیا اور اپنی نظم ان الفاظ میں ریکارڈ کرائی

"آواز آ رہی ہے یہ فونوگراف سے
ڈھونڈو خدا کو دل سے نہ لاف و گزاف سے"

دوسری طرف اگر اُس زمانہ کے غیروں پہ نظر دوڑائیں تو وہ لاؤڈ سپیکر وغیرہ کے استعمال پہ کفر کے فتوے صادر کرتے نظر آتے ہیں۔ پھر 1900ء میں ریڈیو اور 1923ء میں ٹی وی ایجاد ہوا تو ان کا استقبال بھی کفر کے فتووں سے کیا گیا مگر بعد میں لاؤڈ سپیکر، ریڈیو، ٹی وی اور آڈیو ویڈیو آلات کا بے دردانہ استعمال نہ صرف شروع کر دیا بلکہ ان کے ذریعہ سے فتنہ و فساد کا ایک بازار گرم کر دیا جس میں وقت کے ساتھ شدت آتی جارہی ہے، جبکہ دیگر عوام الناس اِن ایجادات کو مثبت اُمور سے زیادہ موسیقی سے لطف اندوز ہونے، دیگر لغویات اور تفریح وغیرہ کے لئے استعمال کر رہے ہیں اور تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ریڈیو، ٹی وی اور ایسی دیگر آڈیو ویڈیو ایجادات کئی لوگوں کے لئے وقت برباد کرنے، بیہودہ اخلاق سوز پروگرام دیکھنے کا ایک ذریعہ بن کر رہ گئی ہیں، جبکہ بچوں کے لئے کارٹون، ریسلنگ اور دیگر مخرب اخلاق پروگرام اُن کی پڑھائی اور اخلاقی تربیت کے لئے زہرِ قاتل ثابت ہو رہے ہیں۔

ایم ٹی اے

دوسری طرف جماعت احمدیہ کے افراد انتہائی خوش نصیب ہیں کہ ان ایجادات کے مثبت پہلوؤں سے مستفیض ہونے کے سامان اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے اُن کے لئے پیدا کر دیئے ہیں۔ مولا کریم و قادر نے محض اپنے فضل و کرم سے افرادِ جماعت کی دینی اور دنیوی بھلائی کے لئے ایم ٹی اے کی شکل میں ایک مطہر و مصفیٰ چشمہ شیریں 1994ء میں جاری کر دیا۔ ایم ٹی اے کے توسط سے یہ ٹی وی افرادِ جماعت کے لئے ہر نوع کی دینی و دنیوی مفید معلومات اور اپنے محبوب امام جماعت سے ایک برق رفتار زندہ رابطہ اور تعلق قائم رکھنے کا انمول ذریعہ ہے جن کے خطباتِ جمعہ اور دیگر پروگرام بچوں بڑوں، بزرگوں عورتوں غرض جماعت کے سب طبقوں کو براہِ راست فیض پہنچا رہے ہیں۔ بچوں کے لئے خاص طور پہ ایم ٹی اے علم و آگہی اور اخلاقی تربیت کا ایک انمول خزانہ ثابت ہو رہا ہے۔ اس کے ذریعہ سے مختلف عالمگیر زبانیں سکھانے کے پروگرام، مزیدار صحت بخش کھانوں کی تراکیب، اعلیٰ علمی و ادبی ذوق کے حامل مشاعرے، مباحثے، علمی مقابلے، ہومیوپیتھک، ایلوپیتھک طبی معلومات کے پروگرام، مختلف ممالک کی سیر، مذاہب عالم، دین پہ اعتراضات کے کافی و شافی جوابات، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس سیرت اور احادیثِ مبارکہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اور صحابہ کرامؓ کی سیرت و سوانح اور پھر اس زمانہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے زندگی بخش فرمودات (ملفوظات) اور تحریرات جو نظم اور نثر کی شکل میں ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک روحانی مائدہ کی شکل میں نازل ہو رہی ہیں۔ ایم ٹی اے کے اس روحانی مائدہ کے علاوہ مختلف ملکوں میں ریڈیو کے ذریعہ اسلام کے خلاف زہریلے پروپیگنڈے کا موثر دفاع کرنے کے ساتھ ساتھ پُر حکمت انداز میں دین کی حسین پُرامن تعلیم بھی دنیا تک پہنچائی جا رہی ہے۔ مختلف ذرائع سے خلفائے احمدیت اور جماعت کے علماء کی مدلل و پُر معارف تقاریر اور مجالس سوال و جواب کے انمول خزانے موجود ہوتے ہیں۔ الحمد للہ کہ ایم ٹی اے اور اِن دیگر ذرائع کی برکت سے نیک فطرت روحیں جوق در جوق احمدیت قبول کر رہی ہیں۔

(باقی اگلے شمارہ میں۔ انشاء اللہ۔)......................

(لقمان احمد کشور صاحب۔ انچارج وقفِ نَو مرکزیہ۔ لندن)

”تم مسیحا بنو خدا کے لئے“

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی بعثت سے قبل ہر سعید الفطرت روح جو اپنے معبودِ حقیقی اور کامل شفیع ﷺ سے محبت اور زندہ تعلق کی متقاضی تھی اور اپنے اندر دینی غیرت رکھتی تھی وہ جگہ جگہ بھٹک رہی تھی۔ اسلام کے زوال کو دیکھ کر یہ حالت انہیں روحانی طور پر بیمار کر رہی تھی اور وہ ایک بے جان، مُردہ جسم کی طرح ہو کر رہ گئی تھی جو اپنے دفاع سے بالکل عاری ہو اور جس کی روح حقیقی منجی کی متلاشی ہو۔ اور بزبان حال اقرار کر رہی تھی کہ اب وہ موعود اور حَکَم و عدل ہی ان کی مدد کو آئے جس کے آنے کی خبر خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے سے دے چکے تھے۔ وہی موعود اُنہیں ان کے اس غم اور درد سے نجات دلائے اور ان کا مسیحا ٹھہرے۔ ایسے وقت میں سب کی نظریں ایک ہی وجود پر جا کر ٹھہرتی تھی جو اسلام کے دفاع میں ایک ننگی تلوار تھا جو ہندوستان بھر میں عیسائیت اور ہندو مت کے خدائے واحد و یگانہ اور اس کے دین اسلام اور بانی دین ﷺ پر ناپاک حملوں کا بھرپور بلکہ ایسا منہ توڑ جواب دے رہا تھا کہ دشمن کو منہ کی کھانی پڑتی تھی اور ان کے ایسے دانت کھٹے ہوتے کہ دم دبا کر بھاگ جاتے۔ وہ سب اُس شخصیت میں ایسے تمام کمالات دیکھ رہے تھے جو ان کا مسیحا بننے کا حقدار تھا اور برملا اظہار کر رہے تھے کہ "تم مسیحا بنو خدا کے لئے"۔ ایسے دور میں خدا تعالیٰ نے بھی اپنے انتخاب کا فیصلہ کر دیا اور انڈیا کی "قادیان" جیسی گمنام بستی میں رہنے والے اس اسلام کے سپاہی کو جس کو دنیا "مرزا غلام احمد قادیانیؑ" کے نام سے جانتی تھی اور دنیاوی لحاظ سے فارسی الاصل ہوتے ہوئے خاندانِ مغلیہ کی برلاس قوم جو سمرقند سے ہجرت کر کے اس جگہ آباد ہوئے تھے، اور اہلِ سادات سے بھی رشتہ ملتا تھا، کو اپنا "مسیح موعود" اور "مہدی موعود" بنا کر اسلام کے دفاع اور امت کی اصلاح کے لئے مبعوث فرما دیا تا اس کی توحید کا پھر سے بول بالا ہو اور مردہ روحیں زندہ ہو کر اس نبی عربی، خاتم النبیین ﷺ کے دین کے جھنڈے تلے جمع ہوں اور حقیقی نجات پائیں۔ چنانچہ منشائے الٰہی کے مطابق، اُس سے اِذن پا کر حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 23مارچ1889ء کو لدھیانہ میں حضرت صوفی احمد جان صاحب کے مکان پر پہلے دن 40/احباب سے پہلی بیعت لے کر "سلسلہ احمدیہ" کی بنیاد رکھی۔ حضرت صوفی احمد جان صاحب کے شعر کا دوسرا مصرع اِس مضمون کا عنوان ہے۔

جماعت احمدیہ کی تاریخ میں اس دن کو "یوم البیعت" اور مکان کو "دار البیعت" سے بھی موسوم کیا جاتا ہے اور اس دن کو ہمیشہ "یوم مسیح موعودؑ" کے طور پر منایا جاتا ہے۔ مامور زمانہ اور اس نبی کامل ﷺ کے عاشقِ صادق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی ایک تحریر ذیل میں درج کی جاتی ہے جو اپنی محبت اور عشق کا کامل اظہار ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"عیسائی مشنریوں نے ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بے شمار بہتان گھڑے ہیں اور اپنے اس دجل کے ذریعہ ایک خلقِ کثیر کو گمراہ کر کے رکھ دیا ہے۔ میرے دل کو کسی چیز نے کبھی اتنا دُکھ نہیں پہنچایا جتنا کہ ان لوگوں کے اس ہنسی ٹھٹھا نے پہنچایا ہے جو وہ ہمارے رسولِ پاک ﷺ کی شان میں کرتے رہتے ہیں۔ ان کے دل آزار طعن و تشنیع نے جو وہ حضرت خیر البشر ﷺ کی ذات والا صفات کے خلاف کرتے ہیں میرے دل کو سخت زخمی کر رکھا ہے۔ خدا کی قسم اگر میری ساری اولاد اور اولاد کی اولاد اور میرے سارے دوست اور میرے سارے معاون و مددگار میری آنکھوں کے سامنے قتل کر دیئے جائیں اور خود میرے اپنے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور میری آنکھ کی پتلی نکال پھینکی جائے اور میں اپنی تمام مرادوں سے محروم کر دیا جاؤں اور اپنی تمام خوشیوں اور تمام آسائشوں کو کھو بیٹھوں تو ان ساری باتوں کے مقابل پر بھی میرے لئے یہ صدمہ زیادہ بھاری ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسے ناپاک حملے کئے جائیں۔ پس اے میرے آسمانی آقا! تو ہم پر اپنی رحمت اور نصرت کی نظر فرما اور ہمیں اس ابتلاء عظیم سے نجات بخش۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 15 ترجمہ بحوالہ سیرت طیبہ صفحہ 35-36)

آپؑ کے اِس عشق اور غیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ضمن میں ایک واقعہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے بیان فرماتے ہیں:

"قادیان میں ایک صاحب محمد عبداللہ ہوتے تھے جنہیں لوگ پروفیسر کہہ کر پکارتے تھے۔ وہ زیادہ پڑھے لکھے نہیں تھے لیکن بہت مخلص تھے اور چھوٹی عمر کے بچوں کو مختلف قسم کے نظّاروں کی تصویریں دکھا کر اپنا پیٹ پالا کرتے تھے۔ مگر جوش اور غصے میں بعض اوقات اپنا توازن کھو بیٹھتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مجلس میں کسی نے بیان کیا کہ فلاں مخالف نے حضورؑ کے متعلق فلاں جگہ بڑی سخت زبانی سے کام لیا ہے۔ اور حضور کو گالیاں دی ہیں۔ پروفیسر صاحب طیش میں آکر بولے کہ اگر میں ہوتا تو اس کا سر پھوڑ دیتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بے ساختہ فرمایا: "نہیں نہیں ایسا نہ چاہئے۔ ہماری تعلیم صبر اور نرمی کی ہے۔ پروفیسر صاحب اس وقت غصے میں آپے سے باہر ہو رہے تھے۔ جوش کے ساتھ بولے: واہ صاحب واہ۔ یہ کیا

بات ہے آپ کے پیر یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی شخص برا بھلا کہے تو آپ فوراً مباہلہ کے ذریعے اسے جہنم تک پہنچانے کو تیار ہوجاتے ہیں۔ مگر ہمیں یہ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص آپ کو ہمارے سامنے گالی دے تو ہم صبر کریں۔ پروفیسر صاحب کی یہ غلطی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بڑھ کر صبر کس نے کیا ہے اور کس نے کرنا ہے مگر اس چھوٹے سے واقعہ میں عشق رسول اور غیرت ناموس رسول ﷺ کی وہ جھلک نظر آتی ہے جس کی مثال کم ملے گی۔"

(سیرت طیبہ صفحہ 42)

پھر انسان کامل ﷺ کے اس غلام صادقؑ اور مسیح الزماںؑ نے جہاں اپنی قوت قدسیہ روحانیہ اور مسیحی انفاس سے روحانی مردوں کو زندہ کیا اور روحانی شفا بخشی وہاں جسمانی طبیب کا بھی حق ادا کیا۔ جسمانی شفا کا تعلق بھی حضرت مسیحؑ کے ساتھ ہے اور اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بھی ہے۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ نے آپ کی سیرت سے مخلوق خدا سے ہمدردی، محبت اور خدمت کے اس پہلو کا بھی ایک دلکش نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے:

"بعض اوقات دوا درمل پوچھنے والی گنواری عورتیں زور سے دستک دیتی ہیں اور اپنی سادہ اور گنواری زبان میں کہتی ہیں "مرجاجی، جرا بُوا کھولو تاں" (یعنی مرزا صاحب ذرا دروازہ تو کھولو۔ ناقل) حضرت اِس طرح اُٹھتے ہیں جیسے مطاعِ ذی شان کا حکم آیا ہے اور کشادہ پیشانی سے باتیں کرتے اور دوا بتاتے ہیں۔ ہمارے ملک میں وقت کی قدر پڑھی ہوئی جماعت کو بھی نہیں تو پھر گنوار تو اور بھی وقت کے ضائع کرنے والے ہیں۔ ایک عورت بے معنی بات چیت کرنے لگ گئی ہے اور اپنے گھر کا رونا اور ساس نند کا گلہ شروع کر دیا ہے اور گھنٹہ بھر اسی میں ضائع کر دیا ہے۔ آپؑ وقار اور تحمل سے بیٹھے سُن رہے ہیں۔ زبان سے یا اشارہ سے اس کو کہتے نہیں کہ بس اب جاؤ دوا پوچھ لی، اب کیا کام ہے، ہمارا وقت ضائع ہوتا ہے، وہ خود ہی گھبرا کر اٹھ کھڑی ہوتی اور مکان کو اپنی ہوا سے پاک کرتی ہے۔ ایک دفعہ بہت سی گنواری عورتیں بچوں کو لے کر دِکھانے آئیں اتنے میں اندر سے بھی چند خدمت گار عورتیں شربت شیرہ کے لئے برتن ہاتھوں میں لئے آنکلیں۔ اورآپ کو دینی ضرورت کے لئے ایک بڑا اہم مضمون لکھنا تھا اور جلد لکھنا تھا۔ مَیں بھی اتفاقاً جانکلا۔ کیا دیکھتا ہوں۔ حضرت کمربستہ اور مستعد کھڑے ہیں جیسے کوئی یورپین اپنی دنیوی ڈیوٹی پر چست اور ہوشیار کھڑا ہوتا ہے اور پانچ چھ صندوق کھول رکھے ہیں اور چھوٹی چھوٹی شیشیوں اور بوتلوں میں سے کسی کو کچھ اور کسی کو کوئی عرق دے رہے ہیں اور کوئی تین گھنٹے تک یہی بازار لگا رہا اور ہسپتال جاری رہا۔ فراغت کے بعد مَیں نے عرض کیا: حضرت یہ تو بڑی زحمت کا کام ہے اور اس طرح بہت سا قیمتی وقت ضائع جاتا ہے۔ اللہ اللہ کس نشاط اور طمانیت سے مجھے جواب دیتے ہیں کہ یہ بھی تو ویسا ہی دینی کام ہے۔ یہ مسکین لوگ ہیں۔ یہاں

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تبرکات میں سے دوائیوں کا صندوق

کوئی ہسپتال نہیں۔ مَیں اِن لوگوں کی خاطر ہر طرح کی انگریزی اور یونانی دوائیں منگوا کر رکھا کرتا ہوں جو وقت پر کام آجاتی ہیں اور فرمایا یہ بڑا ثواب کا کام ہے۔ مومن کو ان کاموں میں سست اور بے پروانہ ہونا چاہئے۔"

(سیرت مسیح موعودؑ۔ مصنفہ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی۔ صفحہ 35-36)

دستِ مسیحا کی ایک ایسی ہی جسمانی شفا کے متعلق حضرت پیر سراج الحق نعمانیؓ صاحب اپنی تصنیف "تذکرۃ المھدی" میں رقمطراز ہیں

"رمضان شریف کا ذکر ہے کہ جب میرے دانتوں میں درد ہوا حضرت حکیمُ الامت مولانا نورالدین صاحب اور ڈاکٹر عبداللہ صاحب نو مسلم نے بہت سی دوائیں لگائیں اور کھلائیں کچھ آرام نہ ہوا۔ جب سخت درد ہوا اور میری حالت درد سے متغیر ہوئی تو میں صبح ہی اٹھ کر حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میرے درد کو دیکھ کر آپؑ بیتاب سے ہوگئے اور صندوق کھول کر کونین کی شیشی نکالی اپنے ہاتھ میں پانی ڈال کر جلدی جلدی گولی بنائی اور فرمایا منہ کھولو۔ مَیں نے کھولا تو حضرت نے اپنے ہاتھ سے کونین کی گولی میرے منہ میں ڈال دی۔ فرمایا: نگل جاؤ۔ مَیں نگل گیا۔ پھر پانی کا گلاس اپنے ہاتھ مبارک سے بھر کر لائے اور مجھے پلایا۔ پھر فرمایا: کونین ہر ایک بیماری کے دورہ کو روکنے والی ہے۔ خدا شفا دے۔ پس دو منٹ کے بعد درد کو آرام ہوگیا۔ پھر جو ایک دفعہ درد ہوا اور میں نے کونین کھائی کچھ بھی فائدہ نہ ہوا۔ تب مَیں نے جانا کہ حضرت اقدس

علیہ السلام کے دستِ مبارک کی تاثیر تھی۔" (تذکرۃ المہدی صفحہ 10)

رحمۃ للعالمین ﷺ کے کامل عکس اور مسیح دوراں علیہ السلام کا یہ دست شفقت صرف اپنوں کے لئے نہ تھا بلکہ اپنے اور اپنے نبی ﷺ کے دشمنوں کے لئے بھی تھا۔

حضرت اماں جانؓ کی ایک روایت جس کو قمر الانبیاء حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے رقم فرمایا پیش ہے:

"بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حضرت والدہ صاحبہ یعنی ام المومنین (حضرت اماں جان) نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ مرزا نظام الدین صاحب کو سخت بخار ہوا۔ جس کا دماغ پر بھی اثر تھا۔ اُس وقت کوئی اور طبیب یہاں نہیں تھا۔ مرزا نظام الدین صاحب کے عزیزوں نے حضرت صاحب کو اطلاع دی۔ آپ فوراً وہاں تشریف لے گئے اور مناسب علاج کیا۔ علاج یہ تھا کہ آپ نے ذبح کرا کے سر پر باندھا۔ جس سے فائدہ ہو گیا۔ اس وقت باہمی سخت مخالفت تھی"

(سیرۃ المہدی، حصہ سوم صفحہ 522 روایت نمبر 511)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا مقصد تبلیغ ہدایت تھا اور اس مقصد کی تکمیل میں آپ ہمیشہ کوشاں رہے اور اس کی خاطر اپنے آرام و سکون کو قربان کر دیا۔ ہمہ وقت شمع ہدایت کے پروانے ساتھ ساتھ رہتے۔ مُریدوں، روحانی اور جسمانی بیماروں کا تانتا بندھا رہتا مگر نبی کامل ﷺ کے اس غلام کاملؑ اور مجدد اعظم کا ماتھے پر نہ کبھی بل آیا اور نہ ہی تیوری چڑھی۔ اِس سلسلے میں حضرت پیر سراج الحق نعمانی رضی اللہ عنہ کی ایک روایت درج ذیل ہے:

"کسی شخص نے مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم سیالکوٹی سے کہا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سیر کو تشریف لے جاتے ہیں تو بہت سے احباب ساتھ ہوتے ہیں، گرد و غبار اُڑ کر حضرت صاحب پر پڑتا ہے جس سے آپ کو تکلیف ہوتی ہے اور لوگ آگے پیچھے دائیں بائیں ہو لیتے ہیں۔ اور حضرت کا سر اور چہرہ مبارک گرد آلود ہو جاتا ہے۔ جب حضرت اقدس علیہ السلام بعد نماز مغرب حسب معمول شہ نشین پر مسجد مبارک میں بیٹھے سب احباب مثل ستاروں کے پروانہ وار کوئی چھت پر اور کوئی شہ نشین پر بیٹھ گئے۔ آپ چودھویں رات کے چاند کی طرح معلوم ہوتے تھے۔ بسبیل گفتگو مولوی صاحب مرحوم نے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ جب سیر کو تشریف لے جاتے ہیں آپ کو گرد و غبار کے اڑنے سے بہت تکلیف پہنچتی ہے اور آپ کا چہرہ اور کپڑے سب گرد آلود ہو جاتے ہیں آپ ان لوگوں کو منع فرماویں کہ ساتھ نہ چلا کریں صرف آپ ایک دو آدمی کو ہمراہ لے جایا کریں۔ حضرت اقدس نے ایک آیت قرآن شریف پڑھی جو مجھے اس وقت یاد نہیں رہی (خدا کا شکر ہے کہ مولانا شیخ عبد الرحمان فاضل مصری نے وہ آیت مجھے بتا دی اور وہ یہ ہے جو سورہ رعد میں ہے: لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اور فرمایا کہ اس آیت میں مراد فرشتوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ہیں جو آپ کے دائیں بائیں آگے پیچھے آپ کے پاک کلمات سننے کے شوق میں دوڑتے چلتے تھے۔ اسی طرح سے میرے اصحاب فرشتے ہیں جنہوں نے مجھے صدق دل سے قبول کیا ہے اور میری باتوں کو بڑے شوق سے کان لگا کر میرے آگے پیچھے دائیں بائیں دوڑ دوڑ کر سنتے ہیں ہدایت پاتے ہیں۔ مجھے اس میں کوئی تکلیف نہیں بلکہ بہت بڑی خوشی ہے۔ میں ان کو اس بات سے روک نہیں سکتا۔ یہ خدا کا فعل ہے۔ خدا نے ہمیں بھی فرمایا ہے وَلَا تَسْـَٔمْ مِنَ النَّاسِ لوگوں کی ملاقات سے ہرگز نہ تھک جانا۔" (تذکرۃ المہدی صفحہ 291-292)

آپؑ کی ساری زندگی ایک مسلسل محنت اور انتھک جدوجہد کی ترجمانی کرتی ہے۔ آپ نے اپنی زندگی کی ہر سانس خدا اور اس کے دین کی خدمت میں بسر کی تا اسلام پھر سے زندہ ہو اور توحیدِ باری تعالیٰ کا بول بالا رہے۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ بیان کرتے ہیں: "ایک دفعہ سخت گرمی کے موسم میں چند ایک خدام اندرونِ خانہ حضرت صاحبؑ کی خدمت میں حاضر تھے۔ مولوی عبدالکریم صاحبؓ مرحوم نے عرض کی کہ گرمی بہت ہے۔ یہاں ایک پنکھا لگا لینا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا: پنکھا تو لگ سکتا ہے اور پنکھا ہلانے والے کا بھی انتظام کیا جا سکتا ہے لیکن جب ٹھنڈی ہوا چلے گی تو بے اختیار نیند آنے لگے گی اور ہم سو جائیں گے تو یہ مضمون کیسے ختم ہو گا۔" (اس وقت حضرت صاحبؑ ایک رسالے کا مضمون لکھ رہے تھے)

ایک دوسرا واقعہ حضرت مفتی صاحبؓ بیان کرتے ہیں: "ایک دفعہ جب سخت گرمی پڑی تو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے ایک مضمون لکھا جس میں گرمی کا اظہار کرتے ہوئے اور گرمی کے سبب کام نہ کر سکنے کی معذرت کرتے ہوئے یہ الفاظ بھی لکھ دیئے کہ "گرمی ایسی سخت ہے کہ اس کے سبب سے خدا کی مشین بھی بند ہو گئی ہے۔" اس میں مولوی صاحب مرحوم نے اس امر کی طرف اشارہ کیا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی شدّتِ گرمی کے سبب کام چھوڑ دیا ہے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ مضمون سنا تو آپ نے فرمایا کہ یہ تو غلط ہے ہم نے تو کام نہیں چھوڑا۔"

(ذکر حبیب صفحہ 126)

اپنے چاہنے والوں اور ماننے والوں سے اس قدر محبت تھی کہ ہر موقع پر نہ صرف ان کے اخلاص اور محبت کی قدر کی بلکہ ان کا بھی بطور انسان احترام کیا۔

دنیا کے لوگوں میں کسی عوامی لیڈر کے ساتھ اپنی محبت وعقیدت کے اظہار کا ایک معروف طریق یہ بھی ہے کہ بعض اوقات جب کوئی ہر دلعزیز لیڈر کسی شہر میں جاتا ہے تو اس شہر کے لوگ اس کی گاڑی میں گھوڑے جوتنے کی بجائے اس کے اکرام واحترام کی غرض سے اس کی گاڑی میں خود لگ جاتے ہیں۔ اور اپنے ہاتھوں سے اس کی گاڑی کو کھینچتے ہیں۔ چنانچہ جب آپ لاہور تشریف لے گئے تو چند جوشیلے احمدی نوجوانوں کو دنیا کی نقل میں خیال آیا کہ ہم بھی اپنے پیارے امام کو گاڑی میں بٹھا کر اس کی گاڑی کو خود اپنے ہاتھوں سے کھینچیں اور اس طرح اپنی دلی محبت اور عقیدت کا ثبوت دیں۔ چنانچہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ آج ہم حضور کی گاڑی کو کھینچنے کا شرف حاصل کریں گے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس تجویز کو ناپسندیدگی کے ساتھ رد فرما دیا اور نوجوانوں کی تربیت کے لئے فرمایا: ہم انسانوں کو حیوان بنانے کے لئے دنیا میں نہیں آئے بلکہ حیوانوں کو انسان بنانے کے لئے آئے ہیں۔

(حیات طیبہ صفحہ 654)

☆...☆...☆

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سپیشل وقف نو کی علامات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

تبلیغ کے میدان میں سب سے آگے آکر اس فریضہ کو سرانجام دینے والے ہیں تب سپیشل ہیں۔

خلافت کی اطاعت اور اس کے فیصلوں پر عمل میں صف اوّل میں ہیں تو سپیشل ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 28 اکتوبر 2016ء

لندن میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مصروفیات کی ایک جھلک

اپریل تا جون2018ء

مکرم عابد وحید خان صاحب

سپین سے واپسی

مجھے تین ہفتوں کے بعد 24/اپریل 2018ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کرنے کا موقع ملا۔ حضور انور گزشتہ شام کو سپین سے لوٹے تھے۔ ملاقات میں حضور انور نے مجھے کمال شفقت کے ساتھ دو گھنٹوں سے زیادہ اپنے پاس بیٹھنے کی اجازت دی۔ حضور انور کی میز پر مختلف فائلز پڑی ہوئی تھیں جن میں خطوط تھے۔ ملاقات کے دوران حضور انور خطوط کو ملاحظہ فرما رہے تھے۔ اُس روز کی رپورٹ پیش کرنے کے بعد بھی حضور انور نے مجھے اپنے پاس بیٹھنے کی اجازت دی۔ مجھے یقین ہے کہ حضور انور (تین ہفتہ جدائی کی وجہ سے) میرے دل کا حال جانتے تھے اسی لئے مجھے اپنے پاس بیٹھنے دیا۔

نو(9)کامیاب وضع حمل

چند ہفتہ قبل مَیں نے جماعت احمدیہ یوکے کی امن سمپوزیم کے حوالہ سے ڈائری لکھی تھی۔ چنانچہ ملاقات کے دوران مَیں نے حضور انور سے اس ڈائری کے حوالہ سے بعض تاثرات کا بھی ذکر کیا جو مجھے موصول ہوئے تھے۔

گھانا کے ایک احمدی نے (انگریزی میں) لکھا تھا: 'عابد صاحب، آپ کی ڈائری نئی معلومات سے حاملہ ہے۔'

ایسا جملہ مَیں نے پہلے کبھی نہیں سنا تھا جسے پڑھ کر مَیں بہت ہنسا۔ یہ جملہ سننے کے بعد حضور انور نے فرمایا:

'آپ کو گھانا کے لوگوں سے انگریزی سیکھنی چاہئے! وہ اپنے مقامی

جملے انگریزی میں استعمال کرتے ہیں۔'

جب مَیں نے مزید چند تأثرات سنا دیئے تو حضور انور نے مسکراتے ہوئے فرمایا:

'آپ نے 9/افراد کے تأثرات سنائے ہیں اس لئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ آج آپ کے 9 کامیاب وضع حمل ہوئے ہیں۔'

میں بہت ہنسا اور حضور انور بھی اپنی نورانی مسکراہٹ سے مسکراتے رہے۔ مجھے خوشی تھی کہ مَیں نے اُس گھانین احمدی کے تأثرات پڑھ کر سنائے کیونکہ حضور انور لطف اندوز بھی ہوئے اور گھانا کے لوگوں کا اندازِ بیان بھی حضور انور کو یاد تھا۔

"پھر اللہ کے ساتھ باتیں کیں"

اِس ملاقات میں مَیں نے حضور انور سے ایک مضمون کا بھی ذکر کیا جو گزشتہ ہفتہ اخبار 'الحکم' میں شائع ہوا تھا۔ یہ ایک انٹرویو تھا جس میں حضور انور کے جذبات اور حضور کی یادداشتوں کا ذکر تھا جب حضور انور 2003ء میں خلیفہ منتخب ہوئے۔ یہ بہت دلآویز اور متأثر کرنے والا انٹرویو تھا جس سے قارئین کو اُن ایام میں حضور انور کے نجی حالات کا علم ہوتا ہے جب حضور انور کی زندگی ہمیشہ کے لئے بدل گئی۔

مَیں نے حضور انور سے عرض کی کہ اس انٹرویو کے ایک حصّے نے مجھے خاص طور پر جذباتی کیا جس میں حضور انور نے بتایا تھا کہ محمود ہال کے ساتھ والے ایک کمرے میں حضور نے اکیلے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی بابرکت میّت کے ساتھ وقت گزارا۔ اِس پر حضور انور نے فرمایا:

'الحکم کے مضمون میں اس کا ذکر نہیں تھا لیکن شروع میں وہاں ایک پہریدار بھی تھا جو تابوت کے ساتھ کھڑا تھا۔ لیکن مَیں نے اسے جانے کو کہا کیونکہ میرے لئے یہ ممکن نہیں تھا کہ مَیں خدا سے اپنے دلی جذبات واحساسات کا اظہار کسی کی موجودگی میں کرتا۔ جب وہ چلا گیا پھر اللہ کے ساتھ باتیں کیں۔'

عابد صاحب لکھتے ہیں: مجھے حضور کے آخری الفاظ خاص طور پر خوبصورت اور جذباتی کرنے والے لگے۔ حضور انور نے اردو میں فرمایا: "پھر اللہ کے ساتھ باتیں کیں"۔ یہ الفاظ ظاہر کرتے ہیں کہ خوف اور غمّ کے اُن چند دنوں میں بھی حضور انور نے ہمیشہ کی طرح صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا۔

خواہ مخواہ کی جلدی

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُن ایام میں ایک دن سہ پہر کو مجھے حضور انور کی طرف سے چاکلیٹ کا ایک ڈبّہ ملا۔ جب مَیں وہ ڈبّہ کھولنے لگا تو جلدی میں مَیں نے اُسے اُلٹی طرف سے کھولا اور وہ چاکلیٹس زمین پر گِر گئیں۔ حضور انور کی طرف سے اس تحفہ کو مَیں ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا اس لئے میں نے جلدی سے زمین پر گری ہوئی چاکلیٹس کو اکٹھا کیا اور انہیں ڈبہ میں دوبارہ ڈال دیا۔ اگلے دن مَیں نے حضور انور سے اس واقعہ کا ذکر کیا تو حضور انور نے فرمایا:

'آپ نے دیکھا نہیں تھا کہ کس طرف سے آپ ڈبّہ کو کھول رہے ہیں؟ آپ وکیل بنے ہیں اور وکلاء تو بڑے باریک بین ہوتے ہیں!'

اس پر مَیں نے کہا: 'حضور، مَیں اَب وکیل تو نہیں رہا! وہ زندگی تو مجھے ایک اَور ہی زندگی لگتی ہے!'

اس پر حضور انور نے فرمایا:

'جی، آپ اب وکیل نہیں ہیں لیکن آپ اَب پریس آفس میں ہیں اور میڈیا کے اچھے لوگوں کو بھی باریک بین ہونا چاہئے۔'

اس پر مَیں نے اس بات کو جانتے ہوئے کہ حضور انور درست فرما رہے تھے اثبات میں اپنا سر ہلایا۔

اس کے بعد حضور انور نے فرمایا:

'مَیں نے دیکھا ہے کہ آپ کی طبیعت میں جلدبازی ہے۔ مثلاً جب آپ کھڑے ہوتے ہیں یا بیٹھتے ہیں تو آپ یکدم ایسا کرتے ہیں۔ لیکن آپ کو ہر کام سکون اور اطمینان سے کرنے کی عادت پیدا کرنی چاہئے اور جلد بازی نہیں کرنی چاہئے۔'

حضور انور ایک بار پھر کلیۃً درست فرما رہے تھے۔ مَیں اپنے آپ کو پُرسکون اور اطمینان سے کام کرنے والا جانتا ہوں تاہم یہ بات بھی درست ہے کہ مَیں کافی جلدی گھبرا جاتا ہوں اور جلد نروس (nervous) ہو جاتا ہوں۔

حضور انور نے مجھے مزید نصیحت کرتے ہوئے اردو میں فرمایا:

"پہلا قدم آرام سے لیا کرو اور پھر دوڑ لگاؤ"

یہ خوبصورت نصیحت نہ صرف میری ذاتی عادات کے لئے بلکہ میرے کام کے لئے بھی رہنمائی کا باعث تھی۔ یعنی یہ کہ جب مجھے کوئی کام ملے تو مَیں اسے کچھ وقت کے لئے دیکھا اور سمجھا کروں اور جب مَیں تیار ہو جاؤں تو جلد اور مستعدی کے ساتھ اس کام کو سرانجام دوں۔

پانی کا ایک گھونٹ

اگر میں پُرسکون ہونا چاہتا ہوں تو یقیناً حضور انور کے بابرکت نمونہ کو دیکھ کر یہ ممکن ہو سکے گا۔ اس مَیں کوئی شک نہیں کہ حضور انور سے زیادہ

ضبط والے اور متحمل انسان سے مَیں ابھی تک نہیں ملا۔ سال 2017ء کے آخر کی بات ہے ایک دن حضور انور دفتری ملاقاتوں میں مصروف تھے۔ اس روز صبح کے آخری حصہ میں حضور انور اپنے دفتر سے محمود ہال تشریف لے گئے جہاں ناروے سے خدام کا ایک وفد حضور انور سے ملنے کے لئے آیا ہوا تھا۔ اس ملاقات میں حضور انور ہنسے، مسکرائے اور نہایت شفقت سے خدام کے سوالوں کے جوابات بھی دیئے۔

بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ ناروے کے خدام کی ملاقات سے چند لمحے قبل حضور انور کو ایک پریشان کرنے والی خبر ملی تھی۔ ایک عرب احمدی جو ایک لمبا عرصہ جماعت کے لئے کام کرتا رہا اور خلافت کا پیار بھی پاتا رہا حضور انور کو یہ بتانے آیا تھا کہ وہ اب جماعت کو چھوڑ رہا ہے۔ پس جب حضور انور نے مجھے پُر سکون اور اطمینان سے رہنے کی نصیحت فرمائی تو مَیں نے حضور انور سے اس واقعہ کا ذکر کیا اور کہا کہ یہ بات میرے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتی تھی کہ حضور انور کو چند لمحے قبل اتنی پریشان کرنے والی خبر ملی ہو گی۔ اس پر حضور انور نے فرمایا:

'مَیں اِن چیزوں سے اپنے آپ کو متاثر نہیں ہونے دیتا اور ہمیشہ آگے کی طرف دیکھتا ہوں۔ خواہ کوئی بھی رکاوٹ ہمارے راستے میں آ جائے جماعت ترقی کرتی رہے گی اور ہمیں اپنی ڈیوٹیوں کو جاری رکھنا ہو گا۔ پس خبر ملنے پر مَیں نے 30 سیکنڈ اپنے آپ کو دیئے اور پانی کا ایک گھونٹ پیا۔ اس کے بعد میں مکمل طور پر ٹھیک تھا اور خدام کو ملنے کے لئے تیار ہو گیا اور اس بارہ میں دوبارہ نہیں سوچا۔'

عابد صاحب لکھتے ہیں: مجھے یاد ہے کہ مَیں خاموشی سے بیٹھا ہوا حضور انور کی یہ بات سُن رہا تھا اور ساتھ ساتھ حضور انور کے ضبط اور صبر پر حیران ہوتا جا رہا تھا۔

ایک جذباتی میٹنگ

جون 2018ء کے اوائل میں مکرمہ رمیز عبّاس صاحبہ کو حضور انور کے دفتر میں واقع مسجد فضل لندن میں ملاقات کرنے کا موقع ملا۔ مکرمہ موصوف واشنگٹن ڈی سی کی نیشنل ڈیفنس یونیورسٹی میں اسسٹنٹ پروفیسر ہیں اور دوسرے مضامین کے علاوہ جنوبی ایشیائی سیاست (South Asian politics) اور اسلام پڑھاتی ہیں۔ رمیز صاحبہ کافی عرصہ سے احمدیت کے بارہ میں ریسرچ کر رہی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے قیادت یعنی رہبری کے تصوّر کے حوالہ سے حضور انور سے خاص طور پر یہ سوال کیا کہ حضور انور کی قیادت بطور خلیفۃ المسیح کس سے متاثر ہوئی ہے۔ اُن کے سوال کے الفاظ کچھ یوں تھے۔

'جہاں تک آپ کی قیادت کا تعلق ہے، مَیں یہ جاننا چاہتی ہوں کہ تیسرے خلیفہ حضرت مرزا ناصر احمدؒ اور چوتھے خلیفہ حضرت مرزا طاہر احمدؒ کی قیادت نے موجودہ دَور میں آپ کی قیادت کو کس طرح متاثر کیا ہے؟'

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا:

'نہ ہی حضرت مرزا طاہر احمدؒ کی قیادت میری قیادت کو متاثر کرتی ہے اور نہ ہی حضرت مرزا ناصر احمدؒ کی قیادت میری قیادت کو متاثر کرتی ہے۔ بلکہ بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام جو حاکم ہیں میرے افعال و اقوال کو متاثر کرتے ہیں۔

جیسا کہ میرے سے قبل حضرت مرزا طاہر احمدؒ اور حضرت مرزا ناصر احمدؒ خلیفۃ المسیح تھے اسی طرح میں بھی خلیفۃ المسیح ہوں۔ اس لئے جس طرح وہ ہر معاملہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیروی کرتے تھے اور اُن کے مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچا رہے تھے اسی طرح مَیں کر رہا ہوں۔ ہر خلیفہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی ہدایات کی اتباع کرتا ہے کیونکہ ہم اُن کے جانشین ہیں۔'

حضور انور نے مزید فرمایا:

'ہمارے مقاصد اور اہداف ایک ہی ہیں۔ یہ بات درست ہے کہ ہر خلیفہ کا اپنا ایک ذاتی انداز ہوتا ہے اور مزید یہ کہ خلیفہ کی توجہ ہر زمانہ کے مسائل کو حل کرنے کی طرف مرکوز ہوتی ہے اس لئے زمانہ کے مسائل بھی خلیفہ کی توجہ پھیرنے میں اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ لیکن بنیادی طور پر جو قیادت کا تصور ہے اور جو پیغام ہم دنیا کو دے رہے ہیں وہ وہی ہے اور ہمیشہ وہی رہے گا۔'

حضور انور کی خاص طور پر کس طرف توجہ ہے؟ اس حوالہ سے حضور انور نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

'اِس دَور میں دنیا میں امن اور سیکیورٹی کا فقدان سب سے اہم معاملہ ہے۔ اس لئے میری توجہ دنیا میں امن کو فروغ دینے میں ہے۔ حضرت مرزا طاہر احمدؒ اور حضرت مرزا ناصر احمدؒ نے بھی امن کی طرف زور دیا تھا لیکن شاید اتنا زیادہ نہیں دیا جتنا مَیں نے دیا ہے کیونکہ اُس وقت اُن کے زمانے میں دوسرے معاملات زیادہ تشویش کا باعث تھے چنانچہ اُن کی کوششیں اُن معاملات پر مرکوز تھیں۔'

جب حضور انور نے توقف فرمایا تو رمیز صاحبہ نے کہا:

'مَیں نے حال ہی میں آپ کی اہلیہ، حضرت امۃ السبوح بیگم صاحبہ کا ایک مضمون پڑھا ہے جس میں انہوں نے لکھا تھا کہ آپ کی قربت

حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ کے ساتھ بہت تھی۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ انہوں نے آپ کی زندگی پر بہت اثر ڈالا ہے؟'

اس کے جواب میں حضور انور نے فرمایا:

'جب مَیں نے گزشتہ خلفاء کی بیعت کی تو اس کا یہ مطلب تھا کہ مَیں نے اپنے آپ کو بیچ دیا ہے۔ عربی زبان میں بیعت کے لغوی معنی 'اپنے آپ کو بیچنے' کے ہیں۔ اور جب آپ اپنے آپ کو بیچ دیتے ہیں تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ آپ کے ہاتھ میں آپ کی اپنی منزل کا اختیار نہیں رہتا اور یہ کہ آپ کی زندگی کسی دوسرے کے ہاتھ میں ہے۔ پس سابق خلفاء کے ساتھ میری قربت کا بھی یہی حال تھا کہ مَیں اُن کی بات سُنتا اور اُن کی ہر معاملہ میں اطاعت کرتا تھا۔'

حضور انور نے مزید فرمایا:

'مَیں 15 سال کا تھا جب حضرت مرزا ناصر احمدؒ خلیفہ منتخب ہوئے۔ اور جب اُن کی وفات ہوئی تو میں 32 سال کا تھا۔ ان 17 سالوں میں یعنی جب میں طالب علم تھا اور بعد میں زندگی وقف کرنے پر انہوں نے میری رہنمائی فرمائی۔'

حضور انور نے مزید فرمایا:

'جب میں طالب علم تھا اُس وقت پاکستان میں احمدی مسلمانوں کے لئے حالات خطرناک ہوتے جا رہے تھے۔ اس کے نتیجہ میں بعض بہت قریبی لوگوں نے مجھے مشورہ دیا کہ مَیں دوبارہ یونیورسٹی نہ جاؤں کیونکہ حالات بہت خراب تھے۔ تاہم اُس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے مجھے فرمایا کہ میں نہ ڈروں۔ اور ہدایت فرمائی کہ میں جاؤں اور کلاسز لوں۔

پس شاید پہلا بڑا سبق جو انہوں نے ذاتی طور پر مجھے دیا یہ تھا کہ میں اپنے اندر بہادری اور دلیری پیدا کروں۔ دوسرے تو مجھے کہہ رہے تھے کہ جب میں یونیورسٹی جاؤں گا تو مجھے مارا جائے گا اور مجھ پر بے رحمی اور بے دردی سے حملہ کیا جائے گا لیکن میرے خلیفہ نے مجھے فرمایا کہ مَیں ہر قسم کے خوف کو ترک کر دوں اور حالات کو اس حد تک اپنے اوپر سوار نہ ہونے دوں کہ وہ مجھے کلاسز لینے سے روک دیں۔'

یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد حضور انور نے اس بات کا بھی ذکر فرمایا کہ بعد میں یونیورسٹی کے نائب چانسلر نے حالات بہتر ہونے تک احمدیوں کو یونیورسٹی آنے سے منع کر دیا تھا۔ بہر حال، حضور انور کبھی اُس سبق کو نہیں بھولے جو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے انہیں دیا تھا۔

حضور انور نے فرمایا:

'جب مَیں نے اپنی زندگی وقف کی تو حضرت مرزا ناصر احمدؒ نے مجھے ہدایت دی کہ مَیں گھانا چلا جاؤں اور فرمایا کہ میں وہاں جا کر اعلیٰ ترین اخلاقی معیار قائم کروں اور دوسروں کے لئے ایسا بہترین نمونہ بنوں جسے دیکھ کر کچھ سیکھا جا سکے۔ یہ بنیادی ہدایات تھیں جو انہوں نے مجھے دیں جب میں اپنی نئی زندگی شروع کرنے جا رہا تھا۔ مَیں خوش نصیب تھا کہ گھانا میں قیام کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اس ملک کا دورہ بھی کیا اور اس طرح میرے لئے ممکن تھا کہ میں انہیں بہت قریب سے دیکھوں اور اُن کے ذاتی نمونہ سے سیکھوں۔ مَیں اُنہیں غور سے دیکھا کرتا تھا کہ کس طرح وہ کام کرتے تھے، کس طرح وہ بات کرتے تھے۔ انہیں اتنی قریب سے دیکھنا میرے لئے بہت ہی برکت کا باعث تھا۔'

حضور انور نے مزید فرمایا:

'اس کے بعد 1982ء میں حضرت مرزا طاہر احمدؒ چوتھے خلیفہ منتخب ہوئے۔ یقیناً ہمارے درمیان قریبی خاندانی تعلقات تھے، کیونکہ وہ میرے ماموں تھے اور مَیں اُن کے ساتھ پروان چڑھا اور اُن کے خلیفہ منتخب ہونے سے قبل اُن کے ساتھ قریبی ذاتی تعلقات بھی تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ کسی حد تک ہماری آپس میں بے تکلفی بھی تھی لیکن جونہی آپ خلیفہ منتخب ہوئے ہمارے تعلقات تبدیل ہو گئے۔ یہ ایسا تھا کہ گویا ایک رکاوٹ آگئی ہو، جبکہ میری طرف سے جو بے تکلفی تھی وہ کامل اور مکمل عزت میں تبدیل ہو گئی کیونکہ وہ اب میرے روحانی رہنما تھے۔'

خلافت سے کامل محبت اور عزت پر بات کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا:

'میرا دل فی الحقیقت اس بات پر مضبوطی سے قائم تھا کہ خواہ کچھ بھی ہو مَیں آپ کی ہر بات سنوں گا اور ہر اُس چیز کی کامل ترین فرمانبرداری کروں گا جو آپ مجھ سے چاہیں گے۔ اور یہ کہ مَیں ہر وقت دوسروں

سے زیادہ آپ کی عزت اور اطاعت کروں گا۔ میرے والدین نے میری تربیت اِس انداز میں کی تھی جس کا اثر پوری زندگی میرے اوپر رہاہے۔'

عابد صاحب لکھتے ہیں: حضور انور کے الفاظ سنتے وقت مجھ پر ایک کپکپی طاری ہوگئی۔ مَیں اس بارہ میں سوچتارہا کہ کس طرح حضور نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے سب سے زیادہ مطیع ہونے کا عہد کیا تھااور کس طرح آپ نے اِس عہد کو ہر ممکنہ طریق پر پورا کر کے دکھایا اور جب وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے بعد آپ کو بطور خلیفۃ المسیح منتخب کیا۔

میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے دَور میں حضور انور کے واقعات پر غور کرتا رہا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے حضور کو یونیورسٹی جانے کا ارشاد فرما کر آپ کے اندر دلیری اور بہادری کی ایک روح پھونکی حالانکہ دوسرے کہہ رہے تھے کہ یونیورسٹی جانا بہت خطرناک ہے۔ پھر مَیں یہ سوچتارہا کہ اللہ تعالیٰ نے اُس بیج میں کتنی برکت بخشی جسے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے بویا تھا۔

مَیں نے پہلے کبھی نہیں سنا تھا کہ بعض لوگوں نے حضور کو یونیورسٹی نہ جانے کا مشورہ دیا تھا۔ چنانچہ بعد میں مَیں نے حضور انور سے اس بات کا ذکر کیاتو حضور انور نے فرمایا:

'جی، میرے والد صاحب (حضرت مرزا منصور احمد) بھی فکرمند تھے اور شروع میں وہ نہیں چاہتے تھے کہ مَیں جاؤں۔ لیکن ہماری گھریلو تربیت ہمیشہ سے یہی رہی ہے کہ جب خلیفہ نے کوئی فیصلہ کر لیاہے توہم نے اسے ہر حال میں ماننا ہے اور اطاعت کرنی ہے۔ سبوحی (حضور انور کی اہلیہ) بھی بتاتی ہے کہ اُس کے والدین نے گھر میں اُسے اور اُس کے بہن بھائیوں کو حکم دیا تھا کہ اگر وہ کبھی بھی خلیفۂ وقت کی ہدایات کے برعکس کچھ کہیں تو اُن کی بات نہ سنی جائے بلکہ اُسی کی پیروی کی جائے جو خلیفہ کہتے ہیں۔ یہ وہ ماحول تھا جس میں میری پرورش ہوئی ہے۔'

☆...☆...☆
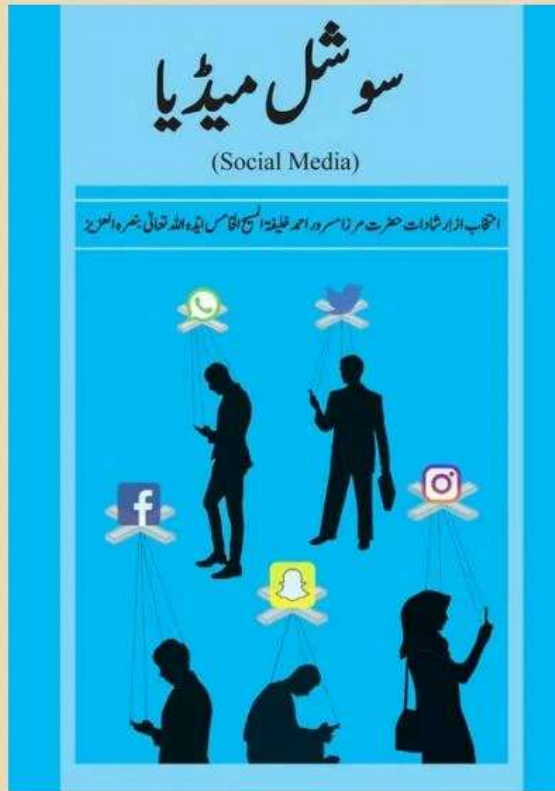
سوشل میڈیا

کے فوائد و نقصانات اور اس کا صحیح استعمال

(محمد کاشف خالد، انڈیا)

آج سے تقریباً 1440 سال قبل اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے کامل دین یعنی اسلام کو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ذریعہ اس دنیا میں قائم فرمایا۔ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے اور قرآنی شریعت ساری دنیا کے لئے آخری اور کامل شریعت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء ہے کہ وہ اس دین کو ساری دنیا میں پھیلا دے اور بنی نوع انسان کو دین واحد پر جمع کرے۔ چنانچہ اس عظیم الشان کام کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ و السلام کو اس زمانہ میں مسیح موعود اور امام مہدی کے طور پر مبعوث فرمایا تاکہ توحید کا دنیا میں بول بالا ہو اور ہمارے پیارے نبی ﷺ کی سچائی اور قرآن کریم کی صداقت دنیا پر روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جائے۔

قرآن کریم اور احادیثِ نبویہ ﷺ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہی وہ زمانہ تھا کہ جب اسلام کی اشاعت اور تبلیغ ساری دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے سامان خدا تعالیٰ نے پہلے سے مقرر کر رکھے تھے۔ اسی لئے اس زمانہ میں سائنسی ایجادات اتنی تیزی اور کثرت سے ہوئیں کہ انسانی عقل حیران ہو جاتی ہے۔ یہی وہ زمانہ ہے کہ جس کے بارہ میں وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ (التکویر:11) (ترجمہ: اور جب صحیفے پھیلا دیئے جائیں گے) کی پیشگوئی فرمائی۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے دَور میں تو محض پریس اور ڈاک و تار کا نظام ہی ذرائع ابلاغ کے طور پر موجود تھا اور آپؑ نے ان ذرائع کا مکمل طور پر استعمال کرتے ہوئے ان کے ذریعہ خدمت اسلام کا کام کیا اور دیگر احمدیوں کو بھی اس کی تحریک فرمائی۔ چنانچہ دَور گزرتا گیا اور انسان نے کمپیوٹر، موبائل، ٹی وی وغیرہ کی ایجادات سے ساری دنیا کو ایک گلوبل ویلیج بنا دیا اور تبلیغ کا کام آسانی سے ساری دنیا میں کیا جانا ممکن ہوا۔ لیکن ساتھ ہی دوسری طرف بُری فطرت کے انسانوں نے ان ایجادات کو اپنے غلیظ مفادات حاصل کرنے کا ذریعہ بھی بنایا۔

کہتے ہیں کہ جہاں ماضی میں زمین پر قبضہ کر کے حکومت کرنا سب سے اہم کامیابی مانی جاتی تھی وہیں اس ترقی یافتہ زمانہ میں انسان کے دماغ پر تسلط قائم کر کے ان پر قبضہ کرنا سب سے اہم ہو گیا ہے۔ اور اس کام کو کرنے کا ایک بڑا ذریعہ انٹرنیٹ ہے۔ سادہ لوح انسانوں اور کم علم لوگوں کے دماغوں میں مَن پسند خیالات پیدا کر کے ان کے ذریعہ اپنے مفادات حاصل کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ انٹرنیٹ ہے۔ نیز اس کے علاوہ انٹرنیٹ کے ذریعہ کسی بھی قوم کے نوجوانوں کا قیمتی وقت غیر واجب کاموں میں ضائع کروا کر اُس قوم کو ترقی کے مواقع سے محروم کرنا بھی آج دجالی طاقتوں کا ایک اہم ہتھیار ہے۔

اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے کہ اُس نے ہمیں خلافت کے رنگ میں وہ ڈھال عطا فرمائی ہے جو ہمیں دجال کے ان ساحرانہ حملوں سے محفوظ رکھتی ہے۔ خلفائے وقت نے جماعت کے نوجوانوں کو ہمیشہ ان خطرات سے متنبہ کیا جو ہر نئی ایجاد سے پیدا ہوتے ہیں اور انہیں صحیح رنگ میں خدمت اسلام کے لئے استعمال کرنے کا طریق سکھایا۔ اپنے پیارے خلفاء کے ارشادات کی روشنی میں ہماری اوّلین ذمہ داری ہے کہ ہم مکمل طور پر ان چیزوں کو اپنے کنٹرول میں رکھیں اور افراط و تفریط سے بچتے ہوئے صراط مستقیم کی پیروی کریں۔ ان چیزوں کا مثبت فائدہ حاصل کریں اور ان کے زہریلے اور ہولناک اثر سے سب کو بچانے کی کوشش کریں تاہم خدا کے مزید فضلوں اور رحمتوں کے وارث بنیں۔

1930ء کی دہائی میں جبکہ ہندوستان ابھی انگریزوں کی سلطنت کا ایک حصہ تھا، تب انگلستان سے انگریزوں کے ہمراہ ان کی زبان، نظام

اور ثقافت کے کئی پہلو ہندوستانی معاشرہ میں گھل مل رہے تھے۔ جہاں انگریزوں نے ہندوستان کو ریل، تار، پریس اور دیگر کئی مفید چیزیں مہیا کرائیں وہیں دوسری طرف سینما جیسی بیماری بھی یہاں کے سادہ لوح نوجوانوں میں پھیلا دی۔ ماضی میں عیسائی مشنریز نے سینما اور ناٹک کا استعمال کرکے عیسائیت کی خوب تبلیغ کی اور Miracle & Mystery Plays کے ذریعہ دجال نے اسلام و دیگر مذاہب کے مقابلے عیسائیت کو نجات دہندہ مذہب کے طور پر پیش کیا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے زمانہ میں ان دجالی عزائم کی وہ بیخ کنی کی کہ مشنریز کے لئے احمدیوں سے تبلیغی گفتگو ترک کرنے کے علاوہ اَور کوئی چارہ باقی نہ رہا۔ وقت کے ساتھ ساتھ سینما نے بھی ترقی کی اور مذہبی و اخلاقی ناٹکوں کی جگہ بے حیائی اور کھلی بے شرمی نے لے لی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ میں احمدی نوجوانوں سے خصوصی اپیل کی کہ وہ اس شیطانی حربہ سے ہوشیار رہیں اور اپنا قیمتی وقت ان غیر اخلاقی جگہوں پر جانے سے ضائع نہ کریں۔ آپؓ نے اسے بدترین لعنت قرار دیا۔

(مطالبات تحریک جدید، صفحہ 27)

آج تو یہ لعنت ہمارے گھروں، ہماری جیبوں تک پہنچ چکی ہے۔ ہمیں کس قدر اس سے بچنے کی تدابیر کرنے کی ضرورت ہے آپ خود ہی اندازہ لگائیں۔ پرانے وقت میں لوگ گانا گانے والوں اور ناچنے والیوں کو معاشرہ میں کم تر مقام پر دیکھتے تھے۔ ان کاموں کے لئے میراثی، نٹ، بنجارے خاندان مخصوص ہوا کرتے تھے لیکن آج دَور بدل گیا ہے، آج دنیاوی لوگ انہیں باعلم افراد پر بھی ترجیح دیتے ہیں اور ان کاموں میں مہارت حاصل کرنے کے لئے بچپن سے ہی بچہ کو جدوجہد کراتے ہیں۔ آج گانا گانے والے، سینما میں کام کرنے والے لوگ ڈاکٹروں، سائنسدانوں سے زیادہ دولت کماتے ہیں۔ یہ سب اس سینما کی ہی دَین ہے اور دجالی تحریک کا حصہ ہے۔ ہمیں اپنے گھروں کو، اپنے خیالات کو ان چیزوں سے پاک کرنے کی ضرورت ہے۔ حضرت مصلح وموعود رضی اللہ عنہ نے تاریخی پس منظر میں ہمیں اس لعنت سے دُور رہنے کی طرف توجہ دلائی۔

آپؓ فرماتے ہیں "تمام تباہی جو مسلمانوں پر آئی زیادہ تر گانے بجانے کی وجہ سے ہی آئی ہے۔ اندلس کی حکومت گانے بجانے کی وجہ سے تباہ ہوئی۔ مصر کی حکومت گانے بجانے کی وجہ سے تباہ ہوئی۔ مصر پر صلاح الدین ایوبی نے حملہ کیا تو فاطمی بادشاہ اس وقت گانے بجانے میں مشغول تھا۔" (الفضل 4 ستمبر 1958ء)

ایک طرف جہاں ٹیلی ویژن اس دَور میں دنیاوی لغویات کا سرچشمہ بنا ہوا ہے وہیں دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے اپنی قائم کردہ جماعت احمدیہ کو اسے مثبت رنگ میں استعمال کرنے کی سعادت بخشی ہے۔ جماعت احمدیہ کے چوتھے خلیفہ حضرت مرزا طاہر احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے دَورِ خلافت میں جماعت احمدیہ نے ٹیلی ویژن کی دنیا میں روحانی انقلاب کی بنیاد رکھی اور ایم ٹی اے کے رنگ میں ایک روحانی مائدہ گھر گھر تک پہنچانے کا انتظام ہوا۔ جنوری 1994ء سے آج تک یہ ٹی وی چینل دَور جدید میں میڈیا و سینما کے منفی اثرات کو زائل کرنے کے لئے مسلسل مختلف زبانوں میں عالمی طور پر نشر ہو رہا ہے۔

انٹرنیٹ کے فوائد

انٹرنیٹ کے جو بے شمار فوائد ہیں ان سے ہم سب بخوبی واقف ہیں۔ تعلیم کے میدان میں خصوصی طور پر اس نے ایک ایسا مثبت انقلاب پیدا کیا ہے جس کا اندازہ گزشتہ زمانوں میں لگایا جانا ناممکن تھا۔ انٹرنیٹ دنیا کے ہر قسم کے علم سے متعلق کتب، مضامین اور تحقیقی مواد کی فراہمی کا source ہے۔ اس کے علاوہ مواصلاتی نظام اور روزمرہ کی زندگی کی خرید و فروخت سے لے کر کئی قسم کی سہولیات انٹرنیٹ نے ہمارے گھروں تک پہنچائی ہے۔ دنیاوی طور پر تو اس کے بے شمار فائدے ہیں ہی اور ساتھ ہی روحانی لحاظ سے بھی ہم اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ خلیفۂ وقت کے خطبہ جمعہ کے علاوہ ایم ٹی اے اور الاسلام ویب سائٹ پر موجود کتب سلسلہ و مضامین ہمارے لئے وہ روحانی خزانہ ہے جو انٹرنیٹ کے ذریعہ ہمیں آسانی سے میسر ہے۔ اس مضمون میں خاکسار انٹرنیٹ کے اس فائدے کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہے جس سے استفادہ کرنا دراصل تمام مومنین کے فرائض میں شامل ہے یعنی تبلیغ اسلام اور اشاعتِ دین۔ انٹرنیٹ جہاں ذہنی استعدادوں اور علمی معیاروں کی بلندی کے لئے مددگار ہے وہیں مذہبی ترقی اور تبلیغ کے ذرائع بڑھانے میں بھی ممد و معاون ہے۔

انٹرنیٹ پر جتنی بھی سوشل سائٹس ہیں ان پر دنیا بھر کے تعلیمی، سیاسی، معاشرتی میدانوں سے تعلق رکھنے والے پڑھے لکھے ماہرین سے لے کر سکول، کالج، یونیورسٹیز کے طلباء اور عام نوکری پیشہ افراد حتیٰ کہ معمولی انگریزی سے واقفیت رکھنے والی عوام الناس کا بڑا طبقہ موجود ہے۔ اور ان میں سے متعدد ایسے ہیں جو ان سوشل سائٹس پر بے حد active ہیں یعنی وہ دن کے 24 گھنٹوں میں سے اکثر اوقات انہی پر صرف کرتے ہیں اور تعلیمی، سیاسی، مذہبی گفتگو و بحث مباحثہ میں حصہ لیتے ہیں۔ انٹرنیٹ اور سوشل سائٹس کی طرف ہمارے ملک (انڈیا) کی عوام کا رجحان گزشتہ چند سالوں میں حیران کن تیزی کے ساتھ بڑھا ہے جس کی وجہ انٹرنیٹ کا

خرچہ کم ہونا، موبائلز میں تیز انٹرنیٹ کا عام ہونا نیز حکومت کی جانب سے Digital India جیسی پالیسی کا جاری کرنا ہے۔ دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے ملک میں نوجوانوں کی تعداد کا شرح تناسب دنیا کے دیگر ممالک سے بڑھ کر ہے۔ ایک تو ویسے ہی ہمارا ملک آبادی کے لحاظ سے ترقی پذیر ہے نیز پڑھے لکھے نوجوانوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ اب اس نئی نسل تک اسلام کا حقیقی پیغام پہنچانے کا ذمہ ہمارے سپرد ہے۔

گزشتہ چند سالوں میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خدام و لجنہ کو فیس بک سے بچنے اور اس کے منفی اثرات سے پرہیز کرنے کی طرف خصوصی توجہ دلائی تھی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک موقع پر فرمایا تھا:

"فیس بک کا استعمال غلط ہو رہا ہے۔ یہ انسان کی ذاتی زندگی میں فساد پیدا کر سکتا ہے۔ بعض لوگوں نے میرے نام پر بنا دیا تھا۔ اس کو میں نے غلط کہا تھا۔ اس کو حرام قرار نہیں دیا اور Ban نہیں کیا۔ جماعت نے اپنی Facebook "الاسلام" پر بنائی ہوئی ہے جو دینی ضرورت پوری کر رہی ہے۔ دین کی اشاعت کر رہی ہے...باقی جہاں تک اس کے عمومی استعمال کا تعلق ہے تو اس کی وجہ سے لوگوں کے تعلقات و گھر برباد ہو رہے ہیں۔ اور لوگوں کے ننگ ظاہر ہو رہے ہیں۔ ایک دوسرے کی برائیاں ہر ایک نوٹ کر تا رہے اور عیاشی حاصل ہو۔ نیک مقصد حاصل نہ ہو۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس فیس بک نے صرف انفرادی طور پر ہی لوگوں کا امن برباد نہیں کیا بلکہ اس نے حکومتوں کو بھی ہلا کر رکھ دیا ہے۔" (روزنامہ الفضل 27 جولائی 2011ء)

موبائل فون کا بے جا استعمال

انٹرنیٹ کو صحیح کاموں کے لئے استعمال کرنا یا اس پر تبلیغ کرنا ایک احسن عمل ہے لیکن ساتھ ہی ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ اسلام کسی بھی فائدہ مند چیز کے استعمال کرنے کی اس شرط کے ساتھ اجازت دیتا ہے کہ انسان متوسط راہ اختیار کرتے ہوئے ان سے فائدہ اٹھائے اور اپنے فرائض سے کوتاہ اندیشی نہ کرے۔ مثلاً نماز ہم پر فرض ہے اور ہم انٹرنیٹ پر تبلیغ کرنے کی وجہ سے اس فرض منصبی سے غافل نہیں ہو سکتے۔

اگر کوئی چیز انسان کے لئے فائدہ مند ہو لیکن اس کا نقصان اس کے فائدہ سے بڑھ کر ہو تو اسلام اس چیز سے روک دیتا ہے۔ مثلاً شراب جو کہ دَوا بھی ہے لیکن نقصان اس کا زیادہ ہے اس لئے وہ حرام ہے۔ اگر ہم نماز اور فرض تعلیم سے روگردانی کرکے انٹرنیٹ کا صحیح استعمال بھی کریں تو یہ ہمارے لئے کسی بھی رنگ میں جائز نہیں ہوگا اور ان حالات میں دل کو کسی قسم کی دلیل دے کر بہلانا خود کو دھوکہ دینے کے مترادف ہوگا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اطفال الاحمدیہ جرمنی کو اجتماع کے موقع پر اپنے خطاب میں فرمایا:

"آجکل یہاں بچوں میں ایک بیماری بڑی ہے، ماں باپ کو مطالبہ ہوتا ہے کہ ہمیں موبائل لے کر دو۔ دس سال کی عمر کو پہنچتے ہیں تو موبائل ہمارے ہاتھ میں ہونا چاہئے۔ آپ کوئی بزنس کر رہے ہیں؟ آپ کوئی ایسا کام کر رہے ہیں جس کی منٹ منٹ کے بعد فون کرکے آپ کو معلومات لینے کی ضرورت ہے؟ پوچھو تو کہتے ہیں ہم نے اپنے ماں باپ کو فون کرنا ہوتا ہے۔ ماں باپ کو اگر فون کرنا ہوتا ہے تو ماں باپ خود پوچھ لیں گے۔ اگر ماں باپ کو آپ کے فون کی فکر نہیں ہے تو آپ کو بھی نہیں ہونی چاہئے۔ کیونکہ فون سے بھی غلط عادتیں پیدا ہوتی ہیں۔ فونوں سے بعض لوگ خود رابطے کر لیتے ہیں جو پھر بچوں کو ورغلاتے ہیں، گندی عادتیں ڈال دیتے ہیں، بیہودہ قسم کے کاموں میں ملوث کر دیتے ہیں۔ اس لئے یہ فون بھی بہت نقصان دہ چیز ہے۔ اس میں بچوں کو ہوش ہی نہیں ہوتی کہ وہ انہی کی وجہ سے غلط کاموں میں پڑ جاتے ہیں۔ اس لئے اس سے بھی بچ کر رہیں۔" (خطاب بر موقع اجتماع مجلس اطفال الاحمدیہ جرمنی 16 ستمبر 2011ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 9 مارچ 2012ء)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا:

"پھر فیس بک (Facebook) ہے یا ٹوئٹر (Twitter) ہے یا چیٹنگ (Chatting) وغیرہ ہیں۔ کمپیوٹر وغیرہ پر مجالس لگی ہوتی ہیں۔ اور ایسی بیہودہ اور ننگی باتیں بعض دفعہ ہو رہی ہوتی ہیں، جب ایک دوسرے فریق کی لڑائی ہوتی ہے تو پھر بعض نوجوان وہ باتیں مجھے بھی بھیج دیتے ہیں کہ کیا کیا باتیں ہو رہی تھیں۔ پہلے خود ہی اُس میں شامل بھی ہوتے ہیں۔ ایسی باتیں ہوتی ہیں کہ کوئی شریف آدمی اُن کو دیکھ اور سُن نہیں سکتا۔ بڑے بڑے اچھے خاندانوں کے لڑکے اور لڑکیاں اس میں شامل ہوتے ہیں اور اپنا ننگ ظاہر کر رہے ہوتے ہیں۔ پس ایک احمدی کے لئے ان سے بچنا بہت ضروری ہے۔ ایک احمدی مسلمان کو تو حکم ہے کہ تم احسن قول کی تلاش کرو۔ اُس احسن کی تلاش کرو جو نیکیوں میں بڑھانے والا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کے خاص بندے بنو اور جو لعنت ایسے لوگوں پر پڑتی ہے اُس سے بچ سکو۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 18 اکتوبر 2013ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 8 نومبر 2013ء)

والدین کی ذمہ داری

موجودہ دَور میں انٹرنیٹ جہاں روزمرہ کی ضرورت بن گیا ہے

وہیں اس کے نتیجہ میں نوجوان اور بچے اس کے غلط استعمال سے گمراہی کے دلدل میں دھنستے چلے جارہے ہیں۔اس صورتحال میں اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم اپنے نوجوانوں اور بچوں کی اس سلسلہ میں کڑی نگرانی کریں تاکہ وہ انٹرنیٹ کے مُضر اثرات سے محفوظ رہ کر اس کے مثبت اثرات کا ہی فائدہ اُٹھائیں۔ والدین کی اس ضمن میں ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے۔کیونکہ والدین اگر اپنے بچوں کو انٹرنیٹ کے استعمال میں بالکل آزادی دے دیں گے تو اس بات کا قوی امکان ہے کہ بچے اس کے مضر اثرات میں ملوث ہوجائیں اور اپنی ذہنی، اخلاقی اور روحانی استعدادوں کو نقصان پہنچائیں۔اس سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بارہا جماعت کو توجہ دلا چکے ہیں۔ایک موقع پر حضور انور نے فرمایا:

"میں متعدد بار انٹرنیٹ کے رابطوں کے بارہ میں احتیاط کا کہہ چکا ہوں بعد میں پچھتانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ یہ باپوں کی ذمہ داری ہے، یہ ماؤں کی ذمہ داری ہے کہ انٹرنیٹ کے رابطوں کے بارہ میں بچوں کو ہوشیار کریں۔ خاص طور پر بچیوں کو۔ اللہ تعالیٰ ہماری بچیوں کو محفوظ رکھے" (خطبہ جمعہ فرمودہ 30 جنوری 2004ء۔ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 9/اپریل2004ء)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ یوکے 2012ء کے موقع پر مستورات سے خطاب میں فرمایا:

"الیکٹرانک رابطوں کے ذریعہ سے تمام دنیا ایک ہوچکی ہے۔ ان رابطوں کے ذریعے جن میں موبائل شامل ہیں، انٹرنیٹ وغیرہ شامل ہیں اور اب تو موبائل فونوں میں بھی انٹرنیٹ مہیا ہونے لگ گئے ہیں، اور اکثر بچوں نے بھی پکڑے ہوتے ہیں۔ نوجوانوں نے بھی پکڑے ہوتے ہیں۔ لڑکیوں نے بھی اور لڑکوں نے بھی، جن کو یہ پتہ ہی نہیں کہ ان کا جائز استعمال کیا ہے اور ناجائز استعمال کیا ہے؟ شوق میں کرتے رہتے ہیں اور پھر بعض دفعہ ناجائز استعمال کی عادت پڑ جاتی ہے اور اسی طرح مختلف اَور بیہودہ چیزیں بھی ہیں۔ ان چیزوں نے نیکیوں سے زیادہ برائیاں پھیلانے کا کام شروع کیا ہوا ہے۔ پس والدین کو اپنے بچوں کے بارے میں یہ بھی علم ہونا چاہئے کہ جب اُن کے ہاتھوں میں موبائل پکڑا دیتے ہیں اور نئی قسم کے موبائل پکڑا دیتے ہیں جس میں ہر قسم کی ایپلیکیشن(application) وغیرہ مہیا ہیں تو پھر ان پر نظر بھی رکھنی چاہئے۔ کیونکہ بعض دفعہ شکایات آتی ہیں یہ سوچتے ہی نہیں اور پھر بعد میں پتہ چلتا ہے کہ ہماری لڑکیاں بھی اور لڑکے بھی ان برائیوں میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ پس ان برائیوں کے خلاف ہمیں بھی آج جہاد کی ضرورت ہے جو انٹرنیٹ اور ٹی وی وغیرہ اور دوسرے ذریعے سے دنیا میں پھیلائی جارہی ہیں۔"

(جلسہ سالانہ یوکے2012ء کے موقع پر مستورات سے خطاب فرمودہ8/ستمبر2012ء۔ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل30/نومبر2012ء)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک خطبہ جمعہ میں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:"جس حد تک ان لغویات سے بچا جاسکتا ہے بچنا چاہئے اور جو اس ایجاد کا بہتر مقصد ہے اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ علم میں اضافے کے لئے انٹرنیٹ کی ایجاد کو استعمال کریں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ20/اگست2004ء۔ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 3/ستمبر 2004ء)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے پاس آج کل کے وسائل اور جدید طریقے موجود نہیں تھے۔ اس کے باوجود انہوں نے تبلیغ اسلام کا حق ادا کردیا۔ آج کل ہمارے پاس یہ طریقے موجود ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کے زمانہ میں یہ مقدر تھے... یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ یہ جدید ایجادات اس زمانہ میں ہمارے لئے اس نے مہیا فرمائی ہیں۔ ہمارے لئے یہ مہیا کرکے تبلیغ کے کام میں سہولت پیدا فرمادی ہے۔ اور ہماری کوشش یہ ہونی چاہئے کہ بجائے لغویات میں وقت گزارنے کے، ان سہولتوں سے غلط قسم کے فائدے اٹھانے کے ان سہولتوں کا صحیح فائدہ اٹھائیں، ان کو کام میں لائیں۔ اور اگر اُس گروہ کا ہم حصہ بن جائیں جو مسیح محمدی کے پیغام کو دنیا میں پہنچارہا ہے تو ہم بھی اس گروہ میں شامل ہوسکتے ہیں، ان لوگوں میں شامل ہوسکتے ہیں جن کی خدا تعالیٰ نے قسم کھائی ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ15/اکتوبر2010ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل5/نومبر2010ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہماری آئندہ نسلوں کو اپنے خاص فضل سے اپنی رضا کی راہوں پر چلاتا جائے اور شیطانی وساوس، جدید ایجادات کے مضر اثرات اور ان کے حملوں سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

☆...☆...☆

رسالہ اسماعیل دنیا بھر میں بسنے والے واقفینِ نَو کا رسالہ ہے۔ آپ اسے ضرور پڑھیں اور قلمی معاونت سے اس کی زینت میں اضافہ کریں۔ اپنے تاثرات سے بھی ہمیں آگاہ کریں۔
editorurdu@ismaelmagazine.org

اعلان برائے داخلہ جامعہ احمدیہ یوکے2019ء

جامعہ احمدیہ یوکے کی درجہ ممہدہ کیلئے داخلہ ٹیسٹ (تحریری امتحان وانٹرویو)10 اور 11 جولائی2019ء کو انشاء اللہ جامعہ احمدیہ یوکے میں ہوگا۔ داخلہ ٹیسٹ میں شمولیت کے قواعد حسب ذیل ہیں:

تعلیمی معیار

درخواست دہندہ کے کم از کم چھ مضامین میں جی سی ایس ای(GCSE) کم از کم تین مضامین میں اے لیولز(A-Levels) یا اس کے مساوی تعلیم میں C گریڈ سے کم گریڈ یا٪60 سے کم نمبر نہ ہوں۔

عمر

جی سی ایس سی(GCSE) پاس کرنے والے طالب علم کی زیادہ سے زیادہ عمر17 سال اور اے لیولز(A-Levels) پاس کرنے والے طالب علم کی زیادہ سے زیادہ عمر19 سال ہونی چاہئے۔

میڈیکل رپورٹ

درخواست دہندہ کی صحت کے متعلق ڈاکٹر (GP) کی طرف سے تفصیلی میڈیکل رپورٹ انگریزی زبان میں درخواست کے ساتھ منسلک ہونی چاہئے۔

تحریری ٹیسٹ و انٹرویو

درخواست دہندہ کا ایک تحریری ٹیسٹ اور ایک انٹرویو ہوگا۔ جس میں سے ہر دو میں پاس ہونا لازمی ہے۔ انٹرویو کے لئے صرف اسی کینڈیڈیٹ کو بلایا جائے گا جو تحریری ٹیسٹ میں کامیاب قرار پائے گا۔ تحریری ٹیسٹ اور انٹرویو کے لئے قرآن کریم ناظرہ، وقف نو سلیبس اور انگریزی و اردو زبان لکھنا، پڑھنا اور بولنا بنیادی نصاب ہوگا۔ تاہم ترجمہ قرآن کریم اور کتب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں بھی کینڈیڈیٹ کا اس طور پر جائزہ لیا جائے گا کہ اس میں ان کے پڑھنے کا رجحان موجود ہے کہ نہیں۔

درخواست دینے کا طریق

درخواست، متعلقہ درخواست فارم پر درج ذیل دستاویزات کے ساتھ ہی قابل قبول ہوگی:

1۔ درخواست فارم مع تصدیق نیشنل امیر صاحب۔

2۔ درخواست دہندہ کی صحت کی بابت تفصیلی میڈیکل رپورٹ (بزبان انگریزی)۔

3۔ جی سی ایس سی / اے لیولز کے سرٹیفکیٹ کی مصدقہ نقل۔ نتیجہ کے انتظار کی صورت میں سکول یا ٹیوٹر (tutor) کی طرف سے متوقع گریڈز (ProjectedGrades) پر مشتمل خط۔

4۔ پاسپورٹ کی مصدقہ نقل۔

5۔ درخواست دہندہ کی ایک عدد پاسپورٹ سائز فوٹو۔

متفرق ہدایات

1۔ درخواست میں کینڈیڈیٹ کے نام کے سپیلنگ وہی لکھے جائیں جو پاسپورٹ میں درج ہیں۔

2۔ مصدقہ درخواست جامعہ احمدیہ یوکے میں **30 مئی 2019ء** تک پہنچنی لازمی ہے، اس کے بعد موصول ہونے والی درخواستوں پر کارروائی نہیں کی جائے گی۔

3۔ جامعہ احمدیہ یوکے کا ایڈریس درج ذیل ہے:

Jamia Ahmadiyya UK
Branksome Place
Hindhead Road
Haslemere
GU27 3PN

Tel: +44(0)1428647170
+44(0)1428647173
Mob: +44(0)7988461368
Fax: +44(0)1428647188

4۔ رابطہ کے لئے جامعہ احمدیہ کے اوقات سوموار تا ہفتہ صبح آٹھ بجے سے دوپہر دو بجے تک ہیں۔

(پرنسپل جامعہ احمدیہ یوکے)

پیشگوئی مصلح موعود میں بیان فرمودہ 52 علامات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر 20 فروری 1886ء کو ایک عظیم الشان پیشگوئی شائع فرمائی جس کے متعلق حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

"یہ بڑی تفصیلی پیشگوئی ہے اور اس سے ظاہر ہے کہ آنے والا اپنے اندر کئی قسم کی خصوصیات رکھتا ہو گا۔ چنانچہ اگر اس پیشگوئی کا غور سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس پیشگوئی میں آنے والے موعود کی یہ علامتیں بیان کی گئی ہیں:-

1- پہلی علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ قدرت کا نشان ہو گا۔

2- دوسری علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ رحمت کا نشان ہو گا۔

3- تیسری علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ قربت کا نشان ہو گا۔

4- چوتھی علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ فضل کا نشان ہو گا۔

5- پانچویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ احسان کا نشان ہو گا۔

6- چھٹی علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ صاحبِ شکوہ ہو گا۔

7- ساتویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ صاحبِ عظمت ہو گا۔

8- آٹھویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ صاحبِ دولت ہو گا۔

9- نویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ مسیحی نفس ہو گا۔

10- دسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔

11- گیارہویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ کلمۃ اللہ ہو گا۔

12- بارھویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ خدا تعالیٰ کی رحمت اور غیوری نے اسے اپنے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہو گا۔

13- تیرہویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ سخت ذہین ہو گا۔

14- چودھویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ سخت فہیم ہو گا۔

15- پندرہویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ دل کا حلیم ہو گا۔

16- سولہویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ علوم ظاہری سے پُر کیا جائے گا۔

17- سترہویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ علوم باطنی سے پُر کیا جائے گا۔

18- اٹھارویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا۔

19- انیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ دوشنبہ کا اس کے ساتھ خاص

تعلق ہو گا۔

20- بیسویں علامت یہ بیان کی گئی کہ وہ فرزندِ دلبند ہو گا۔

21- اکیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ گرامی ارجمند ہو گا۔

22- بائیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ مظہر الاوّل ہو گا۔

23- تیئیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ مظہر الآخر ہو گا۔

24- چوبیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ مظہر الحق ہو گا۔

25- پچیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ مظہر العلاء ہو گا۔

26- چھبیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ کان اللہ نزل من السماء کا مصداق ہو گا۔

27- ستائیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ اس کا نزول بہت مبارک ہو گا۔

28- اٹھائیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ اُس کا نزول جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہو گا۔

29-انتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ نور ہو گا۔

30-تیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ خدا کی رضامندی کے عطر سے ممسوح ہو گا۔

31-اکتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ خدا اُس میں اپنی روح ڈالے گا۔

32-بتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ خدا کا سایہ اس کے سرپر ہو گا۔

33-تینتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ جلد جلد بڑھے گا۔

34-چونتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہو گا۔

35-پینتسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔

36-چھتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ قومیں اُس سے برکت پائیں گی۔

37-سینتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔

38-اڑتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ دیر سے آنے والا ہو گا۔

39-انتالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ دُور سے آنے والا ہو گا۔

40-چالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ فخرِ رُسل ہو گا۔

41-اکتالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ اس کی ظاہری برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔

42-بیالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ اس کی باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔

43-تینتالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ یوسفؑ کی طرح اس کے بڑے بھائی اس کی مخالفت کریں گے۔

44-چوالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ بشیر الدولہ ہو گا۔

45-پینتالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ شادی خاں ہو گا۔

46-چھیالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ عالم کباب ہو گا۔

47-سینتالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ حسن و احسان میں حضرت مسیح موعودؑ کا نظیر ہو گا۔

48-اڑتالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ کلمۃ العزیز ہو گا۔

49-انچاسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ کلمۃ اللہ خاں ہو گا۔

50-پچاسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ ناصر الدین ہو گا۔

51-اکاونویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ فاتح الدین ہو گا۔

52-باونویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ بشیر ثانی ہو گا۔"

("الموعود" از حضرت مصلح موعود صفحہ 72 تا 75)

☆...☆...☆

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سپیشل وقف نو کی علامات میں سے ایک علامت یہ بیان فرمائی ہے: ایم ٹی اے پر میرے خطبے سننے والے اور میرے ہر پروگرام کو دیکھنے والے ہیں تا کہ ان کو رہنمائی ملتی رہے تو بڑے سپیشل ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 28 اکتوبر 2016ء
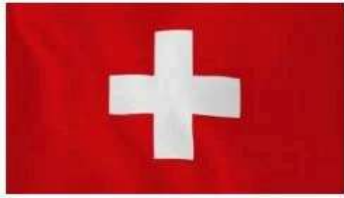
نیشنل شعبہ وقفِ نَو سوئٹزرلینڈ کے زیر اہتمام وقفِ نَو سیمینار اور یومِ والدین کا کامیاب انعقاد

اللہ تعالیٰ کے فضل سے شعبہ وقفِ نَو سوئٹزرلینڈ کے زیر اہتمام زیورخ (Zurich) میں 17 مارچ 2019 کو تربیتی و معلوماتی سیمینار اور یوم والدین منعقد ہوا جس میں پورے سوئٹزرلینڈ سے واقفین نو بچوں اور ان کے والدین نے شرکت کی۔ تیاری کے لئے کئی واقفین نو نے بالخصوص وقارِ عمل میں حصہ لیا۔ ہال کو مناسب سجایا گیا اور تحریک وقف نو کی اہمیت کے متعلق اردو اور جرمن زبان میں banners لگائے گئے۔ اس موقع پر واقفین نو کا نصاب اور تعلیم و تربیت کے متعلق بعض کتب بھی دستیاب تھیں۔ IAAAE کی بھی ایک نمائش لگائی گئی۔ اس پروگرام کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے مکرم لقمان احمد کشور صاحب انچارج شعبہ وقف نو مرکزیہ لندن بطور مرکزی نمائندہ تشریف لائے۔ آپ نے 16 مارچ 2019ء کی شام کو انتظامات کا معائنہ کیا

اگلے روز ناشتہ کے بعد صبح دس بجے سیمینار کا آغاز تلاوت قرآن کریم و نظم سے ہوا۔ مکرم امیر صاحب سوئٹزرلینڈ نے حاضرین سے افتتاحی تقریر کی۔ پہلی presentation جامعہ احمدیہ کے بارہ میں تھی جس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات کی روشنی میں اس بات کی طرف توجہ دلائی گئی کہ سب سے زیادہ جماعت کو مبلغین کی ضرورت ہے۔

بعد ازاں واقفین نے اپنے اپنے شعبوں کے حوالے سے presentations پیش کیں اور اپنے ذاتی تجارب بھی بیان کئے۔ درج ذیل موضوعات پر presentation دی گئیں۔

اکاؤنٹس، قانون، میڈیا، کمپیوٹر، انجینئرنگ، الیکٹرک انجینئرنگ، آرکیٹیکچر۔

ان موضوعات پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بعض ارشادات ویڈیو کلپ کی صورت میں دکھائے جاتے رہے۔

وقفہ سے پہلے 15 سال سے زائد عمر کے واقفینِ نَو کی مرکزی نمائندہ کے ساتھ ایک میٹنگ ہوئی جس میں جس میں ان کے ساتھ تعارف ہوا اور ان کے بعض سوالات کے جوابات دئے گئے۔

طعام اور نمازوں کے بعد اگلے سیشن کا آغاز قرآن کریم کی تلاوت سے ہوا۔ نیشنل سیکرٹری وقف نو محمود الرحمٰن انور صاحب نے شعبہ وقف نو کے حوالہ سے بعض اعلانات کئے۔ اس کے بعد مجلس سوال و جواب ہوئی۔ مرکزی نمائندہ مکرم لقمان احمد کشور صاحب انچارج شعبہ وقف نو مرکزیہ لندن نے تحریک وقف نو سے متعلق حاضرین کے سوالات کے جوابات دیئے۔ آخر پر آپ نے اختتامی تقریر کی جس میں وقف کی اہمیت و مقصد کو بیان کیا اور واقفینِ نو کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور اختتامی دعا کروائی۔ پروگرام کے آخر پر ایک اجتماعی گروپ فوٹو ہوئی۔ اس طرح اللہ کے فضل سے یہ کامیاب سیمینار اپنے اختتام کو پہنچا۔ شاملین کی کل تعداد 247 رہی۔ الحمد للہ۔

(رپورٹ: عبد الوہاب طیب۔ مبلغ سلسلہ سوئٹزرلینڈ)

☆...☆...☆